امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ ماسٹر عبدالجبار صاحب مرحومؒ
■ ذکر غزالی (تبصرۂ کتاب)
■ طلبہ کے لیے مطالعہ ومذاکرہ کی اہمیت
■ ہاں تلخیٔ ایام ابھی اور بڑھے گی
■ سلطان صلاح الدین ایوبی کے کارنامے
■ سی اے اے اور این آر سی کی مخالفت......
■ ایک اسلامی معاشرہ انسانی معاشرہ......

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 49 مورخہ ۲۵؍ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳؍دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

خطرات دستک دے رہے ہیں

حضرت مولانا سید شاہ محمد منت اللہ صاحب رحمانیؒ امیر شریعت رابع امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

قوموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان کے ذہنوں میں تبدیلیاں ہمیشہ دبے پاؤں آتی ہیں، اور پچاسوں برس بعد اس کے نتائج سامنے آتے ہیں، عام طور پر جس چیز کو لوگ انقلاب کہتے ہیں وہ تو انقلاب کے مظاہر ہوتے ہیں جو بہت بعد کو سامنے آتے ہیں، ذہین اور زندہ امت کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ چوکنا رہے اور ان عوامل ومؤثرات پر نگاہ رکھے جو ابھی معمولی محسوس ہوں، لیکن برسہا برس کے بعد ہماری اجتماعی زندگی کو کسی عظیم تبدیلی سے دوچار کرنے والے ہوں، اگر ابتدائی حالات میں ان عوامل ومؤثرات پر نگاہ نہیں رکھی گئی اور امت کا ذہن آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہیں کیا گیا تو وقت آنے پر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کوئی حاصل نہیں ہوگا اور آنے والی تبدیلی کے طوفان کو پھر نہیں روکا جاسکے گا، آج ہم .....امت مسلمہ کے سامنے نازک صورت حال کو رکھ دینا چاہتے ہیں جن سے وہ دوچار ہے اور اسے غفلت کی نیند سے چونکا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں جو اس کے مستقبل کی تباہی کا پیغام ہے۔

حالات کی نزاکت جب آپ کے سامنے آگئی تو ضروری ہے کہ آپ ایک نگاہ خود اپنے حال پر بھی ڈالیں، ہم مسلمانوں نے اس وقت عالمی سطح پر بھی اور اپنے ملک میں بھی اپنے آپ کو مذہب اور تعلیمات محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے جتنا دور کرلیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، عالم اسلام اس وقت یہودیوں کے مظالم کا نشانہ ہے، بیت المقدس آپ کا قبلہ اول آپ کے ہاتھوں سے چھن چکا ہے، اسرائیل کے صہیونی ہر طرح کے مظالم کا عربوں کو شکار بنا رہے ہیں، لیکن ہمارے عرب بھائی اب تک اپنے اختلافات اور باہمی جھگڑوں کو ختم نہیں کرسکے، گذشتہ پچاس برسوں میں عالم عرب کے جو حالات رہے، ان کی گروہ بندیوں، غیر اسلامی تہذیب کے عموم اور غیر اسلامی افکار سے جس طرح عرب ذہن متاثر رہا اور اس طرح جس غیر اسلامی راہ پر وہ چل نکلے اس کے نتیجہ میں آنے والے انقلاب کی دھمک انہوں نے نہیں سنی اور غفلت کی وہ نیند ان پر مسلط رہی جس کا لازمی نتیجہ سقوط بیت المقدس اور یہودی تسلط کی شکل میں نکلنا تھا اور وہ ہوکر رہا۔

ہمارے ملک میں مسلمانوں کے لئے ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد موقع تھا کہ وہ اپنے اندر صالح تبدیلی لاتے، اپنی زندگی کے اطوار بدلتے، فضول خرچی اور اسراف چھوڑ کر اپنی معاشی بدحالی کو دور کرتے، تنگ نظری سے توبہ کرکے سارے مسلمانوں کے لئے اپنے دلوں میں اسلامی اخوت کو جگہ دیتے، گروہ بندی چھوڑتے، تحزب اور تفریق وانتشار کی راہ چھوڑ کر ملت واحدہ اور بنیان مرصوص بنتے، تعلیم کی راہ میں آگے بڑھتے اور عالم میں جو وسائل آج کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری تھے، انہیں حاصل کرتے اور پھر خدا پر کامل یقین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو اپناتے جو ہماری ہر طرح کی کامیابی کے لئے کلیدی حیثیت رکھتی ہے، لیکن بدقسمتی سے ہم نے پچھلے دنوں میں بہت کچھ کھویا ہے اور بہت کم حاصل کیا ہے، ہم نے اپنی پوری معاشرت کو غیر اسلامی بنادیا۔ مسلمان نوجوانوں نے تعمیری جدوجہد کے بجائے صرف مجلسی تبصروں کو ہی اپنی نجات کے لئے کافی سمجھا، ایک طرح کسل اور جمود پوری امت پر طاری ہوگیا، دین سے دوری بڑھتی گئی اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ آزادی سے پہلے جو فتنے تفریق واختلاف اور گروہ بندی کے مسلمانوں میں پیدا ہوئے تھے آج پھر وہ فتنے سر اٹھا رہے ہیں، حالانکہ جزوی اور فروعی اختلافات کو اتنی اہمیت دینا کہ پوری امت فرقوں میں تقسیم ہوجائے اور امت کے لئے باہمی اتحاد کا کوئی نقطہ باقی نہ رہ جائے، یہ ایسی عظیم الشان تاریخی غلطی ہے، جس کا خمیازہ ہم نے پہلے بھی بھگتا ہے اور اگر ہم نے آئندہ اس غلطی کو دہرایا تو پھر عظیم ملی نقصان کے لئے تیار رہنا چاہئے، اصحاب نظر کے نزدیک یہ امر بالکل واضح ہے کہ اس امت کے افراد کی باہمی گروہ بندی اور ہمارے اندرونی اختلافات ہماری ہی قوت کو کمزور کریں گے اور ہماری اجتماعی ساکھ اکھڑ جائے گی اور ہماری اس قسم کی معاندانہ سرگرمیوں کا سارا فائدہ ہمارے مخالفوں کو پہونچے گا جس کا تجربہ پچھلے دنوں لکھنؤ میں شیعہ سنی فساد کی شکل میں ہوچکا ہے، اور جس کا اعتراض ہر دو طبقہ کے زعماء کرچکے ہیں کہ اس فساد کی ذمہ داری اور اس آگ کو ہوا دینے کی پوری کوشش بعض ان فسطائی جماعتوں نے کی جو پورے ملک میں ہمارے ملی وجود کو ایک منٹ کے لئے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

ان حالات میں کیا ہماری یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم امت کو متحد رکھیں اور دشمنان اسلام کی چال کو سمجھیں اور شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے آلۂ کار بن کر امت اسلامیہ کو فرقہ بندیوں کا شکار نہ بنادیں۔

یہ ہیں وہ حالات جن سے آج ہم دوچار ہیں، بلاشبہ حالات بے حد نازک ہیں، لیکن ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ جرأت اور عزم وہمت کے ساتھ اگر امت کا یہ اجتماعی قافلہ حالات کو بدلنے کے لئے سرگرم عمل ہوجائے تو خدا کی رحمت ضرور متوجہ ہوگی اور پھر ہم اپنی ان مشکلات کو حل کرسکیں گے۔

مسلمان کبھی مایوس نہیں ہوتا، آج بھی وہ نسخہ کیمیا (قرآن) ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عزت دی تھی، پھر کیوں نہ ہم قرآن پاک کی طرف رجوع کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں احکام اسلامی کو نافذ کریں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز جو ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمان محض کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر ایک امت بنیں، اپنی تمام قسم کی فرقہ بندیوں اور جزوی وفروعی اختلافات سے بالاتر ہوکر اس امت اسلامیہ کی حفاظت اور دین قویم کی اقامت کے لئے مسلمانوں کی ایسی مضبوط شرعی تنظیم کریں کہ سارے افراد امت ایک جسم کے اعضاء کی طرح ایک مقصد کے لئے متحرک ہوں، پھر ہم اپنی تبلیغی مساعی کے ذریعہ مسلمانوں میں دین کی محبت اور ایمان سے تعلق کا وہ جذبہ بے پناہ پیدا کردیں جس کے نتیجہ میں دین محمدی کے مقابلہ میں کفر کی کوئی بات قبول کرنا ہمارے لئے آگ میں ڈال دیئے جانے سے زیادہ سخت ہو، ہم اس بات کے لئے آمادہ ہوجائیں کہ ہر مسلم آبادی نظم واجتماعیت کی لڑی میں اس طرح پرو دی جائے کہ افراد امت اپنا بڑے سے بڑا نقصان برداشت کرلیں مگر شریعت کے احکام کو نظر انداز نہ کریں۔ پھر انشاءاللہ آپ کا یہ اتحاد اور اطاعت وفرنبرداری کا یہ نظام رنگ لائے گا، آپ دوسروں کی مدد پر بھروسہ کرنے کے بجائے ہر طرح کی نازک سے نازک صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے خدا پر اعتماد کریں گے جس کی دعوت امارت مختلف مواقع پر دیتی رہی ہے۔

یہ بات میں نے بار بار کہی ہے اور پھر آج اسے دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کم از کم کچھ مسائل ایسے ضرور ہونے چاہئے جن پر سارے ملک کے مسلمان ایک نقطۂ نگاہ سے سوچیں اور اس کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں اور اگر ابھی سے پورے ملک میں مسلم رائے عامہ تیار نہیں کی گئی اور ان کو نظم واجتماعیت کے رشتوں میں باندھ کر ہر ناگہانی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں کیا گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہمارے لئے اپنی اس تاریخی غلطی پر افسوس کرنے کا موقع بھی نہیں رہے گا۔

یہ بات میں نے بار بار کہی ہے اور پھر آج اسے دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کم از کم کچھ مسائل ایسے ضرور ہونے چاہئیں جن پر سارے ملک کے مسلمان ایک نقطۂ نگاہ سے سوچیں اور اس کے لئے مشترکہ جد وجہد کریں او راگر ابھی سے پورے ملک میں مسلم رائے عامہ تیار نہیں کی گئی اور ان کو نظم واجتماعیت کے رشتوں میں باندھ کر ہر ناگہانی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں کیا گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہمارے لئے اپنی اس تاریخی غلطی پر افسوس کرنے کا موقع بھی نہیں رہے گا۔

تدبیر

”ملک کے وسیع تر مفاد میں سوچنے والے کم ہوتے جارہے ہیں، خود غرضی اور رشوت کا بول بالا ہے، ملک کے چلانے والوں پر سے اعتماد گھٹتا جارہا ہے، وقتی مفاد نے بڑے بڑوں کو اپنے گھیرے میں جکڑ رکھا ہے، موجودہ حکمراں جماعت نے پورے ملک میں مسلم دشمنی کا مزاج بنادیا ہے...... یہ اچھی علامتیں نہیں ہیں... مسلمانوں کو اظہار ناراضگی کرنی چاہیے، مگر مشتعل نہیں ہونا چاہیے، تدبیر سے شرارت کا مقابلہ کرنا چاہیے... ٹھنڈے دل ودماغ سے علاج ڈھونڈھنا ضروری ہے، اشتعال دوسرے مسائل اور مشکلات پیدا کرتا ہے۔“ **(امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم)**

بلا تبصرہ

”سی اے اے (شہریت ترمیمی قانون) اور ان آر سی کو لے کر پورے ملک میں تحریک چل رہی ہے، یہ شمال مشرق کی ریاستوں میں پرتشدد ہوچکا ہے، یہ قانون ملک کی سالمیت، یک جہتی اور بھائی چارے کو نقصان پہونچا رہا ہے، صورت حال یہ ہے کہ بے روزگاری عروج پر ہے، بھوک مری لگاتار بڑھ رہی ہے، ملک میں لاکھوں لوگ بغیر کھائے ہوئے رات گذار رہے ہیں، جب ہم ابھی تک فٹ پاتھ پر سونے والوں کے لیے بھی پورا انتظام نہیں کرپائے ہیں تو دوسرے ملکوں سے آنے والے لوگوں کو بھلا کہاں ٹھہرنے کی جگہ دیں گے۔“ **(ہندوستان ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۹ء)**

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حالات سے مایوس نہ ہوں

جو شخص کسی شخص کو ناحق قتل کرے، یا زمین میں فساد مچائے، گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک جان کی زندگی بچائی، گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا۔ (المائدہ:۳۲)

مطلب:۔ اسلام نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے ایسے قوانین وضع کئے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اس نے انسانی جان و مال، عزت و آبرو اور مذہبی ثقافت کی حفاظت کو احترام آدمیت قرار دیا اور تمام شہریوں کو برابری کے حقوق عطا کئے، حاکم ہو یا رعایا، چھوٹا ہو یا بڑا، سب کی حیثیت برابر ہے، کسی کو ناحق قتل کرنے یا کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنا اسلام کے عادلانہ نظام کے قطعی منافی ہے، کیونکہ اسلام کی نگاہ میں دنیا کا ہر فرد مجموعی طور پر خدا کا کنبہ ہے تو پھر کنبہ کے کسی فرد پر کسی بھی طرح کا ظلم بھلا کیسے مباح ہوسکتا ہے، انہیں بنیادوں پر تشدد کرنے والوں کے خلاف سخت سزائیں مقرر کی ہیں، سورہ مائدہ میں ہے کہ جو لوگ ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دئے جائیں، چنانچہ عہد نبوت، صحابہ، تابعین سے لیکر تبع تابعین تک بلکہ پوری اسلامی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جہاں بھی مسلمانوں نے حکومت بنائی وہاں سارے انسانوں کے درمیان عدل و انصاف اور برابری و مساوات کو عملی طور پر نافذ کیا حتی کہ یہود و نصاری کے حقوق کی بھی پاسداری کی، مورخین نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں جا رہے تھے ایک بوڑھے آدمی کو سوال کرتے دیکھا تو پوچھا کیوں سوال کرتے ہو؟ کہا میرا کوئی نہیں اور خود ضعیف ہوں انہوں نے پوچھا کون ہو؟ کہا یہودی ہوں، حضرت عمرؓ فوراً اس کو گھر لے کر آئے، کھلایا پلایا اور بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا، انسانی تاریخ کے کسی گوشہ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ کسی یہودی و نصرانی کو اسلامی ملک میں صرف اس لئے مواخذہ کیا گیا یا ملک بدر کر دیا گیا ہو کہ وہ نصرانی یا یہودی ہے، خود ہندوستان میں مسلمانوں نے ہزاروں برس حکومت کی مگر کسی مسلمان بادشاہ کے بارے میں نہیں سنا کہ انہوں نے مذہبی بنیادوں پر کسی کی توہین کی ہو یا شہر بدر کے قانون بنائے ہوں، ہندوستان کے پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے لکھا کہ بھارت کے مسلمانوں نے کبھی اپنے کو غیر ملکی نہیں سمجھا (انڈیا ڈیوالڈیڈ)

لیکن ستم ظریفی کہئے کہ اس وقت دنیا کے حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں، نام نہاد ترقی پسند حکمراں اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے لئے انسانی جانوں کی بے حرمتی میں لگے ہوئے ہیں، خود ہمارے وطن عزیز ہندوستان میں یہاں کی مرکزی حکومت مذہبی بنیادوں پر اسلامی تہذیب و تمدن کو مسخ کرنے مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے درپے ہے اور اس کے لئے وہ مختلف قسم کے لباسی ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے اور اب تو قانون سازی کی راہ سے انہیں اپنے وطن میں ہی بے وطن کرنے پر تلی ہوئی ہے، اس کے اس متعصّبانہ نظریے کی وجہ سے اس وقت ہندستان کی ۲۴، ۲۵ر کروڑ کی مسلم آبادی مایوس کن صورت حال سے دوچار ہے، جن کے آبا و اجداد نے خون جگر سے ملک کی آبیاری کی، انگریزوں کو ملک سے کھدیڑ کر نکالا تھا، آج ان سے ہی حب الوطنی کا سرٹیفکٹ مانگا جا رہا ہے، بلاشبہ اس کی وجہ سے مسلمان اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہیں، لیکن وہ عزم و حوصلہ رکھتے ہیں، ان کی تاریخ عروج و زوال کی تاریخ رہی ہے، ملت کو ماضی میں اس طرح کے نت نئے حالات پیش آئے، لیکن انہوں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ایمانی قوت اور سیاسی بصیرت و حکمت عملی سے حالات کا مقابلہ کیا اور اللہ کی غیبی نصرت سے وہ ان مشکل حالات سے باہر نکلے، اس لئے مسلمانوں کو بھی کسی حال میں شکستہ دل نہیں ہونا ہے، بلکہ اعتماد علی اللہ کو مضبوط کرنا ہے اور ہمت و حوصلہ سے ناگزیر حالات کا پورے عزم و ثبات قدمی سے مقابلہ کرنا ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و مددگار رہے۔

محبوب عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے تمام اعضاء پر ہر دن ایک صدقہ ہے اور دو آدمیوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دینا بھی صدقہ ہے اور تو کسی آدمی کی مدد کرے کہ تو اس کو اپنے چوپائے پر بٹھا لے یا اس کے سامان کو اس پر لاد لے یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور نماز کی غرض سے مسجد جانے کے لئے جو قدم تو اٹھاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے اذیت دینے والی چیز کا دور کرنا صدقہ ہے۔ (مسلم شریف)

وضاحت:۔ کار خیر چھوٹا ہو یا بڑا اگر اخلاص نیت اور رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے تو وہ باوزن ہوتا ہے، قرب الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے، حدیث میں ہے کہ دن و رات کے کچھ اعمال ایسے ہیں جنہیں انجام دینے سے صدقہ کرنے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے تمام اعضاء پر ہر دن ایک صدقہ ہے، غور کیجئے کہ انسان کے جسم کے اندر ۳۶۰ جوڑ ہیں اور اللہ نے ان جوڑوں کو صحیح سالم رکھا ہے، جس سے انسانی جسم کا حسن نمایاں ہوتا ہے، اس لئے بندہ پر لازم ہے کہ وہ اس نعمت پر شکر ادا کرے اور راہ خدا میں کچھ صدقہ و خیرات کرتا رہے، اگر دو آدمیوں کے درمیان کسی بات پر تنازع کھڑا ہو جائے تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے جھگڑوں کو ختم کرائیں اور آپس میں میل ملاپ کرائیں، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیں اور جس کا جو واجبی حق ہے وہ حق دلوائیں، جو شخص ایسا کرے گا اس کا یہ عمل صدقہ کرنے کے برابر ہوگا۔ مومن کا لوگوں سے اچھی طرح بات کرنا اور بری و لغو باتوں سے پرہیز کرنا ایمان کی علامت ہے، کیونکہ خوشگوئی و خوش کلامی آپس میں میل ملاپ پیدا کرتی ہے، اور بدگوئی و بدکلامی پھوٹ پیدا کرتی ہے، اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ مہر و محبت سے بات کریں، مومن کی قرآن مجید میں ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے ”وقولوا للناس حسنا“ لوگوں سے اچھی بات کرتے ہیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

چمڑے کے موزے (خف) پر مسح:۔

خف (چرمی موزہ) پر مسح کب کیا جائے گا، طریقہ کیا ہے اور مسح کی مدت کتنی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

موزہ پر مسح کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اسکو وضو کے بعد حدث لاحق ہونے (نقض وضو) سے پہلے پہنا گیا ہو، وہ موزہ جسے وضو سے پہلے پہنا گیا ہو، اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ **و یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما علی طهارة کاملة ثم احدث(الهداية با ب المسح علی الخفين)**

مسح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کیا جائے، یعنی مسنون طریقہ پر ہاتھ و چہرہ دھولیا جائے اور سر کا مسح کرلیا جائے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کرلیا جائے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے دونوں پاؤں کے موزوں پر رکھا جائے، داہنے ہاتھ کو داہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں پر اور ایک ہی ساتھ دونوں موزوں کو مسح کیا جائے، مسح کی ابتداء پاؤں کی انگلیوں کی طرف سے کی جائے اور ہاتھ کی انگلیوں کو ٹخنوں تک اس طرح کھینچا جائے کہ موزے پر پانی کے خطوط کھنچ جائیں۔ (شامی ۱/ ۴۴۸) مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے۔ ”**و یجوز للمقیم یوما و لیلةو للمسافر ثلثة ایام و لیالیها**“ (**هداية ۱ /۵۷**) اور یہ مدت نواقض وضو پیش آنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے نہ کہ مسح کے وقت اور نہ ہی موزہ پہننے کے وقت سے، مثلا ایک مقیم شخص نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا اور اس کا وضو مغرب کے وقت ٹوٹ گیا تو وہ شخص اگلے مغرب تک (جس وقت وضو ٹوٹ گیا تھا) اس پر مسح کر سکتا ہے۔ **و ابتداء المدة...... من وقت الحدث ای لا من وقت المسح الاول...ولا من وقت اللبس** (**شامي ۱ /۴۵۶**) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اونی یا سوتی موزے پر مسح؟

مروجہ اونی یا سوتی موزہ پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اونی یا سوتی موزہ پر مسح کے جائز ہونے کے لیے چار شرطیں ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو مسح جائز نہیں ہوگا: (۱) موزہ اتنا موٹا ہو کہ ایک فرسخ (تین میل) اسکو پہن کر بغیر جوتا چپل کے چلا جائے تو وہ نہ پھٹے۔ (۲) پنڈلی پر بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے از خود اٹکا رہے۔ (۳) اس کے پہننے کے بعد پاؤں کی کھال نظر نہ آئے۔ (۴) موزہ اتنا موٹا ہو کہ پانی نیچے تک سرایت نہ کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اونی اور سوتی موزے میں مذکورہ تمام شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں، اس لیے اس پر مسح جائز نہیں ہوگا، البتہ سوتی یا اونی موزہ میں مذکورہ شرطیں پائی جاتی ہوں تو اس پر مسح جائز ہوگا۔ ” **او جوربيه....... الثخينين بحيث يمشی فرسخا و يثبت علی الساق بنفسه و لا يری ما تحته و لا يشف**“ (**الدر المختار ۱ /۴۵۱**)

و قال خرج عنه ما کان من کرباس بالکسر و بالثوب من القطن الاييبضو يلحق بالکرباس کل ماکان من نوع الخيط کالکتان و الابريسم و نحوهما (**شامی ۱ /۴۵۱**) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوتی موزے پر چمڑے کا موزہ:

اگر کوئی شخص سوتی یا اونی موزے پر چمڑے کا موزہ پہن رکھا ہو تو اس پر مسح درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر اونی یا سوتی موزے پر چمڑے کے موزے پہن لیے جائیں تو اس خف پر مسح شرعاً جائز و درست ہے۔ ” **يعلم منه جواز المسح علی خف لبس فوق مخيط من کرباس اور جو خ و نحوهما مما لا يجوز عليه المسح**“ (**البحر الرائق ۱ /۱۹۰**) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موزہ اتار لینے کے بعد مسح کا حکم:

کیا موزہ اتار لینے یا مدت مسح ختم ہو جانے سے مسح ختم ہو جاتا ہے، اگر مسح ختم ہو جاتا ہے، تو پھر سے وضو کرنا ہوگا یا صرف پیر دھو لینا کافی ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

موزہ اتار لینے سے مسح ختم ہو جاتا ہے، خواہ دونوں پیر کا موزہ اتارے یا ایک کے اکثر حصہ کا، اسی طرح سے مسح کی مدت پوری ہو جانے سے بھی مسح ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مسح کی مدت پوری ہو جانے سے بھی مسح ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر وضو باقی ہے اور مسح ختم ہو گیا ہے تو اعادہ وضو کی ضرورت نہیں ہے، پیر دھو لینا کافی ہے۔

”**و يتقض المسح کل شئی ينقض الوضوء .... و اذا تمت المدة نزع خفيه و غسل رجليه و ليس عليه اعادة بقية الوضوء و کذا اذا نزع قبل المدة**“ (**هداية ۱ /۶۰.۵۹**)

موزہ کا کتنا پھٹن مانع مسح ہے؟

اگر موزہ کسی جگہ سے پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہو، جس سے چلنے کے وقت پاؤں ظاہر ہوتا ہو تو اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ (شامی) اور اگر ایک ہی موزہ میں مختلف جگہ خرق (پھٹن) ہو جو علاحدہ علاحدہ تو تین انگلیوں کی مقدار نہیں مگر سب کو ملا دیا جائے تو تین انگلیوں کے برابر ہو جائے، اس صورت میں بھی مسح جائز نہیں، اگر دونوں موزوں میں مختلف جگہ خروق ہیں، لیکن ہر ایک موزہ کی مجموعی خروق تین انگلیوں کے برابر نہیں تو مسح کرنا جائز ہے (شامی) (فتاویٰ علماء ہند ۲/ ۱۴۶)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 48 مورخہ ۲۵/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳/دسمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

کارواں ہمارا

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے قیام (۱۹/شوال ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۶/جون ۱۹۲۱ء) ہجری سال کے اعتبار نے ایک سو دو سال اور عیسوی سال کے اعتبار سے انٹھانوے سال ہو رہے ہیں، ان سالوں میں امارت شرعیہ سے ملک وملت کی ہر سطح اور ہر محاذ پر جو خدمات انجام دی ہیں، وہ تاریخ کا زریں باب ہے، اس پوری مدت میں چھ امراء شریعت حضرت مولانا سید شاہ بدر الدین قادری، حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادری، حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادری، حضرت مولانا سید شاہ محمد منت اللہ رحمانی، حضرت مولانا عبد الرحمان اور حضرت مولانا سید نظام الدین رحم اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے وقت میں کام کو سنبھالا، آگے بڑھایا، اور اب یہ کارواں ساتویں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں رواں دواں ہے، کاموں میں تیزی آئی ہے، شعبوں کی کارکردگی بڑھی ہے اور امارت شرعیہ کے اثر ونفود کا دائرہ بڑھا ہے، حضرت کی مسلسل اور متواتر کوشش کے طفیل گاؤں کی سطح تک پہونچنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں، تعلیمی میدان میں اس کے کام کا دائرہ مکاتب، اسکول، دار العلوم، المعہد العالی، ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ، اور وفاق المدارس تک پھیلا ہوا ہے، مکاتب کے ذریعہ مسلمانوں میں بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کے لیے کوشش کی جارہی ہے، عصری تعلیم کے اداروں میں اسلامی ماحول میں دینی علوم کے ساتھ طلبہ کو دوسرے میدانوں میں کام کے لیے تیار کیا جارہا ہے، دار العلوم اور المعہد العالی خالص معیاری، اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے کام کر رہے ہیں اور اس سے فارغ ہونے والے طلبہ ملت کی فکری اور عملی رہنمائی کے لئے مستقبل کی امید ہیں، ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ کے ذریعہ نوجوانوں کے ہاتھ میں ہنر دے کر اسے معاشی طور پر خود کفیل بنانے کی جد وجہد مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کی جاری ہے۔ وفاق المدارس کے ذریعہ امارت شرعیہ مدارس اسلامیہ کی تعلیم وتربیت کو مزید معیاری بنانے پر زور دیتا ہے، اور اس کو مؤثر بنانے کے لئے نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور نظام امتحان میں یکسانیت پیدا کر کے طلبہ میں مسابقت کا مزاج پیدا کیا جارہا ہے، اس کے دور رس اور مفید اثرات سامنے آرہے ہیں۔

امارت شرعیہ کے دار الافتاء اور دار القضاء سے ہر سال سینکڑوں فتاوے اور فیصلے صادر ہوتے ہیں، فتاووں کے ذریعہ امت مسلمہ کو شرعی احکام وہدایات سے آگاہ کیا جاتا ہے، تاکہ وہ عمل میں ان احکام وہدایات کا پاس رکھیں، دار القضاء شرعی احکام کی روشنی میں جھگڑوں کو نمٹانے کا کام کرتا ہے، اس کے ذریعہ سینکڑوں کی تعداد میں ہر سال خانگی اختلافات اور عائلی نزاعات سے مسلمان چھٹکارا پاتے ہیں اور نئی زندگی شروع کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں، پورے ہندوستان میں امارت شرعیہ اس کام کے لیے اپنی شناخت رکھتا ہے، اور اس کے تجربات سے بہت سارے ادارے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

امارت شرعیہ کا ایک شعبہ دعوت وتبلیغ بھی ہے، جس کے ذریعہ فرقۂ ضالہ باطلہ قادیانی، شکیلیت جیسے گمراہ کن اور مرتد بنانے والی تحریکوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے، امارت شرعیہ کے مبلغین جہاں ضرورت ہوتی ہے، جا کر کیمپ کرتے ہیں اور صحیح اسلامی عقائد سے باخبر کر کے مسلمانوں کو ان فرقوں کے مضرات اور ایمان وعقیدہ پر پڑنے والے اثرات سے واقف کراتے ہیں، تاکہ مسلمان گمراہی سے بچ جائیں، جب کبھی مسلمانوں کے وجود کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو امارت شرعیہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے، معاملہ طلاق ثلاثہ کا ہو یا شہریت ترمیمی قانون یا اس جیسے دوسرے مسائل کا امارت شرعیہ کے اکابر کی ہدایت پر متعلقین، متوسلین اور کارکنان کا بھرپور تعاون ان تحریکات کو ملتا ہے۔ اس کے لئے اخبارات ورسائل میں مضامین ومقالات بھی چھپوائے جاتے ہیں اور امارت شرعیہ کا شعبۂ نشر واشاعت قیمتی اور مفید کتابوں کی طباعت کر کے لوگوں تک پہونچاتا ہے۔

امارت شرعیہ کے شعبۂ تنظیم کے ذریعہ کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر گاؤں کی سطح پر مسلمانوں کو متحد کرنے، تنظیم بنا کر اسے تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں پرونے کا قیمتی کام انجام دیا جاتا ہے۔ اور ایک امیر شریعت کے ماتحت زندگی گذارنے کی تلقین کی جاتی ہے، نقباء، صدر سکریٹری کے ذریعہ مسائل کے حل کی کوشش کی جاتی ہے، جس کے بڑے مفید اور مثبت اثرات سامنے آرہے ہیں۔

امارت شرعیہ کا ایک بڑا کام خدمت خلق ہے، زمینی آسمانی کوئی مصیبت آوے، امارت شرعیہ کی ٹیم امداد، راحت رسانی اور باز آبادکاری کے کام میں اپنی بہترین توانائی اور صلاحیت صرف کرتی ہے، ماب لنچنگ کے متاثرین کو خطیر رقم کی تقسیم، مقدمات کی پیروی کے ساتھ اس قسم کے حادثات کو روکنے کے لیے سرکاری سطح پر بھی آواز اٹھائی جاتی ہے، امارت شرعیہ کے اسپتال اسی جذبہ سے دینی خدمات عوام کو پیش کرتے ہیں، اور یہ کام محض انسانیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، من وتو کی تفریق اور ذات ومذہب کی بنیاد پر اس میں کوئی کام نہیں کیا جاتا، غریب بچیوں کی شادی، بیواؤں کی معاشی ضرورت کی جزوی کفالت، پریشان حال مریضوں کی مدد خدمت خلق کے قابل ذکر کاموں میں سے چند ہیں۔

اتنے بڑے وسیع میدان میں خدمت کے باوجود امارت شرعیہ پروپیگنڈے پر یقین نہیں رکھتی، اپنے کاموں کے سلسلے میں اطلاعات اور باخبری کی غرض سے بھی امارت شرعیہ کا اشتہار آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا، آج کے اس دور میں جب ٹیبل ورک کرنے والے بھی اپنی مارکیٹنگ کے لیے بڑے بڑے اشتہارات چھپواتے ہیں، اپنی پیٹھ تھپتھپاتے ہیں، امارت کے بڑوں نے کبھی یہ کام نہیں کیا، اس لیے بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس کا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔ لوگوں کو اس سلسلے میں باخبر رہنا چاہیے اور بدگمانی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

چارہ کار

شہریت ترمیمی بل، پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا سے پاس ہونے اور صدر جمہوریہ کے دستخط کے بعد اب قانون بن گیا ہے، اس قانون کی رو سے پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے آنے والے ہندو، سکھ، بدھ، عیسائی، جین اور پارسی صرف دو کاغذ دکھا کر ہندوستان کی شہریت حاصل کر لیں گے، ایک انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ اِنہیں تین ملکوں میں سے کسی سے غیر قانونی طور پر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے یا داخل تو قانونی طور پر ہوئے، لیکن ان کی مدت گذر چکی تھی، اس لیے ان کی رہائش اس ملک میں غیر قانونی ہے، دوسرے انہیں یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ کم از کم دسمبر ۲۰۱۴ء سے یہاں بود وباش اختیار کیے ہوئے ہیں اور یہ ثابت کرنا ان کے لیے چنداں دشوار نہیں ہوگا کیوں کہ ''سیاں بھئے کوتوال تو ڈر کاہے کا'' والا معاملہ ہے، اس بل کا مقصد بھی یہی ہے کہ بڑی تعداد میں رفیوجیوں کو شہریت دے کر اپنے ووٹ بینک کو مضبوط کیا جائے، مقصد کے حصول میں کوئی بھی رکاوٹ سرکار برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے، کیوں کہ وہ گونگی، بہری اور اندھی ہوگئی ہے اور وہ جو قرآن کریم میں گمراہ لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ **صم بکم عمی فهم لا يرجعون**، معاملہ یہاں تک پہونچ گیا ہے۔ جبھی تو وزیر داخلہ یہ کہنے لگے ہیں کہ مظاہرے جس قدر بھی ہوں، ہم قانون واپس نہیں لیں گے۔

اس کالے قانون کے خلاف پورے ملک میں مختلف طبقات کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، شمال مشرق کی ریاستوں کے ساتھ مغربی بنگال میں احتجاج مظاہرے پُر تشدد ہو گیے ہیں، ممتا بنرجی اور گورنر کی اپیل کے باوجود لوگ ماننے کو تیار نہیں ہیں، آسام کے گوہاٹی ڈبرو گڈھ میں کرفیو لگانا پڑا، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے احتجاجی جلوس پر آنسو گیس کے گولے ہی نہیں اندر گھس کر گولیاں بھی داغی گئیں، اور سیکڑوں طلبہ وطالبات زخمی ہوئے، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے طلبہ کے مظاہرہ کو یوپی سرکار پوری قوت کے ساتھ روکنے میں لگی ہوئی ہے، ہندوستان کے مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے اور جلوس نے عام زندگی کو متاثر کیا ہے خود حکومت میں شریک بڑی جماعت جنتا دل یو میں بغاوت کی آواز تیز ہو رہی ہے، اس پارٹی کے نائب صدر، قومی ترجمان اور چانکیہ سمجھے جانے والے پرشانت کشور نے پارٹی کے موقف کے خلاف اپنی رائے کا برملا اظہار کیا ہے آر سی پی سنگھ کے ذریعہ انہیں انوکمپا کا لیڈر کہنے پر پارٹی کے قومی صدر نتیش کمار سے اپنی ناراضگی جتائی، گو نتیش کمار نے انہیں کام کرتے رہنے کی تلقین کی، اس ملاقات کے بعد پرشانت کشور کا رخ پہلے سے زیادہ اس کالے قانون کے خلاف ہو گیا ہے، جدیو کے کئی ام ال اے بھی پارٹی کے اس موقف سے بےزار اور نالاں ہیں، اور اس بل پر پارٹی کی حمایت ان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

اب تک اس بل کے خلاف انسٹھ (۵۹) درخواستیں سپریم کورٹ میں داخل ہو چکی ہیں، ان درخواستوں کو سپریم کورٹ نے سماعت کے لیے قبول کر لیا ہے اور حکومت سے ان عرضیوں کے مندرجات پر جواب مانگا ہے اور اگلی سماعت کی تاریخ ۲۲/جنوری ۲۰۲۰ء مقرر کی ہے، البتہ اس قانون پر عبوری روک (اسٹے) لگانے سے انکار کر دیا ہے، شاید عدالت یہ سوچ رہی ہو کہ ایک ماہ سے زائد میں احتجاج، مظاہرے تھم جائیں گے، پھر سماعت کر کے اس مقدمہ کو انجام تک پہونچا دیا جائے گا۔ حالاں کہ یہ تحریک گاؤں گاؤں تک پھیل رہی ہے، اور مظاہرین پُر عزم ہیں کہ وہ اسے قانون واپس ہونے تک جاری رکھیں گے۔

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ جو ہمیشہ سے ملی کاموں میں پیش پیش رہا کرتی ہے، مسلسل اس قانون کے خلاف رائے عامہ بنانے میں لگی ہوئی ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اسے کالا قانون قرار دیا ہے، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی حضرت امیر شریعت کے حکم وہدایت کے مطابق مسلسل منظّم اور مربوط انداز میں اس قانون کے خلاف مختلف ملی، سماجی اور سیاسی لوگوں کے ساتھ میٹنگیں کر رہے ہیں، رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے ایک بڑی پریس کانفرنس کا انعقاد بھی کیا گیا اور اس قانون کے قانونی پہلوؤں پر وکلاء کے ساتھ ایک اچھی نشست ہوئی، اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بھی بنا دی گئی ہے، جو سپریم کورٹ میں دائر عرضی کا ڈرافٹ تیار کرے گی، اور پھر مشورہ کے بعد مقدمہ سپریم کورٹ میں کیا جائے گا، گذشتہ ۱۹/اور ۲۱/دسمبر کو بہار بند اور احتجاجی مظاہروں میں ذمہ داران امارت شرعیہ، کارکنان اور ٹکنیکل انسٹی چیوٹ کے طلبہ نے عملا حصہ لیا، جس سے پورے ملک میں اس قانون کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں کا حوصلہ بڑھا ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے احتجاج، مظاہرے اور دھرنے کے سلسلے میں مختلف بیانات میں جو گائڈ لائن دیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مسلم بھائیوں میں سے سیکولر طاقتوں کو آگے بڑھایا جائے اور مسلمان ان کے بینر تلے ان کی قیادت میں یہ لڑائی لڑیں، تاکہ اس معاملہ کو ہندو مسلم بنانے کی کوشش کو ناکام کیا جائے، ان سیاسی جماعتوں کا بھی ساتھ دیا جائے جو اس قانون کے خلاف جلوس اور مظاہروں کا اہتمام کر رہی ہیں، البتہ اپنے اس دستوری حق کا استعمال پُر امن انداز میں کرنا چاہیے، توڑ پھوڑ، آتش زنی وغیرہ سے انفرادی اور سرکاری املاک کا نقصان ہوتا ہے اور احتجاج کرنے والوں کی شبیہ بھی بگڑتی ہے، اس لیے اس موقع پر بھی غم وغصہ کے اظہار میں اسلامی اور شرعی اصولوں کا خیال رکھنا چاہیے، میں جانتا ہوں کہ اس تجویز پر پھبتیاں کسنے والے یہ کہیں گے کہ ہم لوگ احتجاج مظاہرے اور دھرنے کو بھی مشرف باسلام کرنا چاہتے ہیں، ہمیں یہ سننا گوارہ ہے، لیکن یہ گوارہ نہیں کہ مسلمان مخالفت میں اسلامی احکام وہدایات کو نظر انداز کر دیں، کیوں کہ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ اور بڑی پونجی یہی ہے۔ خبر یہ بھی آرہی ہے کہ کہیں کہیں فرقہ پرست طاقتوں نے اس قانون کی حمایت میں اسلحوں کے ساتھ جلوس نکالنا شروع کیا ہے، اگر یہ خبر صحیح ہے تو مان لینا چاہیے کہ ملک خانہ جنگی کے راستے پر آگے بڑھ گیا ہے۔

یادوں کے چراغ

ماسٹر عبدالجبار صاحب مرحوم

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوریٰ وارباب حل وعقد کے رکن، خیر امت فاؤنڈیشن اور جامعہ اسلامیہ سراج العلوم کے سکریٹری، امارت پبلک اسکول گریڈیہہ اور رانچی کے ذمہ دار مولانا ابوالکلام شمسی کے بڑے بھائی جناب ماسٹر عبدالجبار صاحب کا ۴؍دسمبر ۲۰۱۹ء مطابق ۶؍ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ بروز بدھ بوقت سوا پانچ بجے شام پٹنہ کے میداز ہوسپٹل، بسکومان کالونی میں انتقال ہوگیا، وہ شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض تھے، ۱۹؍نومبر ۲۰۱۹ء کو آٹھ بجے صبح ان کے آبائی گاؤں ڈپرکھا، تربینی گنج ضلع سوپول میں ان کا برین ہیمرتج ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے ایک طرف فالج کا حملہ ہوا اور وہ کومہ میں چلے گئے، علاج کے لیے پہلے تربینی گنج لے جایا گیا، لیکن جلد ہی ڈاکٹر نے ان کی نازک حالت دیکھ کر پٹنہ لے جانے کا مشورہ دیا، چنانچہ ڈاکٹر زیڈ آزاد کے ہوسپٹل پٹنہ میں داخل کیا گیا، کم وبیش پندرہ روز حیات وموت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، جنازہ اگلے دن ان کے آبائی گاؤں میں مفتی سعید الرحمان قاسمی، مفتی امارت شرعیہ نے بعد نماز ظہر ۲:۳۰ بجے پڑھایا، اور تدفین ڈپرکھا گاؤں کی مسجد کے سامنے والد مرحوم اور چچا وخسر مرحوم کے قریب عمل میں آئی، اہلیہ زبیدہ خاتون دوسال قبل ۲۵؍جنوری ۲۰۱۷ء کو داغ مفارقت دے چکی تھیں، پس ماندگان میں چار بیٹے ہیں، جن میں ایک مولانا عتیق الرحمان ندوی ہیں اور والد کے انتقال کے بعد مدرسہ سراج العلوم کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری انہیں سونپی گئی ہے۔

ماسٹر عبدالجبار بن محمد فصیح الدین (م ۱۱؍ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۲؍دسمبر ۲۰۰۷ء) بن محمد فہیم الدین کی پیدائش ۲۸؍نومبر ۱۹۵۴ء کو ان کے گاؤں ڈپرکھا موجودہ ضلع سوپول میں ہوئی، ان کی ابتدائی تعلیم تربینی گنج میں ماسٹر زبیر احمد وماسٹر ضمیر احمد صاحب کے زیر سایہ ہوئی، تربیت اپنے والد سے پائی، ان کی والدہ کا نام نور النساء (م ۲۳؍مارچ ۲۰۰۳ء) تھا، جو کھکھناہا، مرونا بلاک موجودہ ضلع سوپول کے محمد صلاح الدین صاحب کی دختر نیک اختر تھیں، ابتدائی تعلیم کے بعد ماسٹر صاحب مرحوم نے کچھ دنوں مدرسہ رحیمیہ گاڑھا ضلع سوپول میں بھی تعلیم پائی، ہائی اسکول تروینی گنج سے ۱۹۷۰ء میں میٹرک کرنے کے بعد انہوں نے منڈل یونیورسٹی سے بی اے آنرس اردو لے کر کیا، ٹیچرس ٹریننگ منہرا، ٹریننگ کالج سوکھاسن موجودہ ضلع مدھے پورہ سے مکمل کیا، یہاں ان کے درسی ساتھی موجودہ ام ال اے اور سابق وزیر اقلیتی فلاح پروفیسر عبدالغفور صاحب تھے۔

معاشی زندگی کا آغاز ماسٹر صاحب مرحوم نے کوسی پروجکٹ میں سوپروائزر کی حیثیت سے کیا، جلد ہی اس ملازمت سے الگ ہوکر بیوپار منڈل میں مارکیٹنگ منیجر کی حیثیت سے کام سنبھال لیا، لیکن یہ ان کا میدان نہیں تھا، انہوں نے ٹیچرس ٹریننگ کیا تھا، خواہش تعلیم وتدریس سے جڑنے کی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی چنانچہ وہ ۲۵؍مئی ۱۹۸۸ء کو پیٹروا، بلوا بازار سوپول کے پرائمری اسکول میں بحال ہوگیے، تین چار ماہ کے بعد ان کا تبادلہ دین بندھی ضلع سوپول میں ہوگیا، یہ پرائمری اسکول مدرسہ دینیہ کے احاطہ میں ہے، ماسٹر صاحب نے اپنی محنت اور جدوجہد سے اسکول مدرسہ میں من وتو کے امتیاز کو اس طرح دور کیا کہ ۲۰۰۴ء میں جب اس اسکول سے ان کا تبادلہ ہوا تو لوگوں نے جانا کہ یہ مدرسہ کے نہیں سرکاری اسکول کے استاذ تھے، اس تبادلہ نے ان کو گھر سے قریب کر دیا کیوں کہ پچھمنیاں جہاں اب کے خدمت انجام دینی تھی وہ ڈپرکھا سے صرف تین کلومیٹر پورب ہے، اور یہیں سے وہ ۳۰؍نومبر ۲۰۱۴ء کو مدت ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہوگیے، ۲۰۱۵ء میں سبکدوشی کے بعد جو خطیر رقم ملی اس سے انہوں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت پائی، اپنے ساتھ برادر نسبتی (سالا) جناب آفاق حسین اور ان کی اہلیہ (سرہوج) کو بھی لے گیے۔

دوران ملازمت ۱۹۹۷ء میں وہ مجلس ارباب حل وعقد اور ۲۰۰۷ء میں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن بنے، سبکدوشی کے بعد اپنی ساری توجہ ملی اور تعلیمی کاموں پر لگادی، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے ایک دورہ کے موقع سے یہاں ایک مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھی تھی اور سراج العلوم نام تجویز کیا تھا، زمانہ سے وہ اضمحلال کا شکار تھا، ماسٹر صاحب مرحوم نے اس میں نئی روح پھونکی، انہوں نے مولانا غلام محمد وسطانوی مدظلہ کے ذریعہ ایک مسجد اور پانچ کمروں کی تعمیر کرائی، ۲۰۰۸ء کے سیلاب میں امارت شرعیہ کے بینر تلے اور جناب افضل میمن صاحب کے مالی تعاون سے سیلاب متاثرین کے لیے ڈھائی سو مکانات اور تین مساجد کی تعمیر کرانے کا قابل قدر کام انجام دیا، خیر امت فاؤنڈیشن کا قیام ۲۰۱۴ء میں کیا، البتہ انتقال سے چند ماہ قبل اس کا رجسٹریشن ۲۰۱۹ء میں انہوں نے کرالیا تھا۔

ماسٹر صاحب کی شناخت پورے علاقہ میں ایک شریف سلیم الطبع سنجیدہ، مہمان نواز اور دوسروں کے دکھ درد میں کام آنے والے شخص کی حیثیت سے تھی، سنجیدگی ان کے مزاج ہی نہیں ان کے چہرے، بشرے کا بھی حصہ تھی، وہ علماء کے قدرداں اور مدارس دینیہ اسلامیہ کے بڑے معاون تھے، انہیں امارت شرعیہ، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء، مظاہر علوم سہارن پور اور خانقاہ رحمانی مونگیر سے قلبی تعلق تھا، یہاں کے علماء اور سفراء آتے تو ان کی تواضع اور خاطرداری میں فرش راہ ہوجاتے، انہوں نے اپنے والد کی زندگی سے ہی بھائیوں کی تعلیم وتربیت میں ہر طرح سے ہاتھ بٹانا شروع کیا، ان کی محبت نے اس پورے خاندان کو جوڑ کر رکھا اور آپس میں بھائیوں اور گھر کے نظام میں جو خاص تناؤ آج کل دیکھنے میں آتا ہے، اس سے اپنے خاندان کو پوری زندگی بچائے رکھا، یقیناً تعلقات دو طرفہ محبت ومروت سے استوار ہوتے اور رہتے ہیں، اور اس میں گھر اور خاندانی ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے، ماسٹر عبدالجبار صاحب مرحوم نے والد کی جانب سے منتقل اس ورثہ کو مضبوطی سے تھام کر رکھا، جس کی وجہ سے پورے علاقہ میں اس خاندان کی اپنی انفرادیت ہے، جو سبھی محسوس کرتے ہیں۔

امارت شرعیہ آنے کے بعد میرے تعلقات ماسٹر صاحب مرحوم سے ہوئے، ان کے چھوٹے بھائی مولانا ابوالکلام شمسی امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر میں آفس سکریٹری تھے، اس حوالہ سے حسب ضرورت اور موقع ان کا آنا جانا دفتر میں ہوا کرتا تھا، میں ان کا بڑے بھائی کی طرح احترام کرتا تھا، اور وہ چھوٹے بھائی کی طرح محبت سے پیش آتے، احترام کا غلبہ ہو تو باتیں کم ہوتی ہیں، اور بے تکلفی بھی باقی نہیں رہتی، ماسٹر صاحب سے میری گفتگو کم ہوتی اور بے تکلفی کی نوبت تو کبھی نہیں آئی، سیلاب متاثرین کے لیے ریلیف لے کر ایک بار اس علاقہ میں جانا ہوا تو ان کے دسترخوان پر بیٹھنے کا موقع مجھے بھی ملا، تب معلوم ہوا کہ ان کی مہمانی کیوں مشہور ہے، امارت شرعیہ کا وفد جاتا تو اس کی خدمت میں لگ جاتے، وہاں جاکر کبھی ہم لوگوں نے یہ محسوس نہیں کیا کہ ہم دیار غیر میں ہیں، ساری سہولتیں وہ بہم پہونچاتے، کپڑے وغیرہ دھلوانے کا اہتمام کرتے، بعض دفعہ جب ان کے والد زندہ تھے تو وفد کے ارکان کو نئے کپڑے بھی انہوں نے زیب تن کروائے تھے، ماسٹر صاحب کے لڑکوں سے تو کبھی سابقہ نہیں پڑا، لیکن اس خاندان کی روایت کو دوسرے لوگ بھی برقرار رکھے ہوئے ہیں، مولانا ابوالکلام شمسی کے صاحب زادگان تو سرراہ ہدیہ دینے سے بھی نہیں چوکتے، محبت اور تعلق کا ایسا مشاہدہ اس مادیت کے دور میں کم دیکھنے کو ملتا ہے۔

ماسٹر عبدالجبار صاحب کی جدائی ان کے خاندان اور علاقہ کے لیے ہی ناقابل تلافی نقصان نہیں، بلکہ ہم سب اور خاندان امارت شرعیہ کے لیے غم واندوہ اور ملال کا سبب ہوا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

ذکر غزالی

: مولانا رضوان احمد ندوی

کتاب کے نام سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ کتاب حضرت امام غزالی صاحب احیاء العلوم کے تذکرہ پر مشتمل ہوگا اور اول مرحلہ میں ذہن بھی اسی طرف منتقل ہوتا ہے، لیکن ایسا نہیں ہے، بلکہ زیر تبصرہ کتاب بہار کے ایک جواں سال بالغ نظر عالم دین مولانا محمد غزالی مرحوم کی دینی وعلمی خدمات پر ممتاز اہل قلم کی نگارشات کا مجموعہ ہے، جس کو مولانا خالد ضیا صدیقی ندوی امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڈھ نے مرتب کیا ہے، مولانا محمد غزالی ندوی بہار کے ضلع مدھوبنی کے موضع سمری کے باشندہ تھے، ۱۹۸۰ء میں پیدا ہوئے، اور ۱۹۸۸ء میں صرف ۸؍سال کی عمر میں حفظ قرآن پاک مکمل کیا، پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل درس ہوئے اور ۲۰۰۰ء میں فضیلت تک تعلیم پائی اور سند فراغت حاصل کی، وہ دوران تعلیم موریشش بھی گئے، اس کے بعد چھ سال دبئی کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری نبھائی ان کے والد ماجد جناب محمد محمود صاحب نے ۱۹۹۳ء میں علی گڈھ کو وطن اقامت بنالیا تھا، اس لئے مولانا مرحوم بھی ۲۰۰۹ء میں دبئی سے علی گڈھ آگیے اور یہیں سکونت پذیر ہوگیے، اور یہاں ندوۃ العلماء کی ایک شاخ مدرسۃ العلوم الاسلامیہ میں درس وتدریس سے منسلک ہوکر دینی خدمت انجام دینے لگے، اس عرصہ میں انہوں نے امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڈھ اور مفید ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر ٹرسٹ کی بھی بنیاد ڈالی، ساتھ ہی ایک ہفتہ وار رسالہ ''الجمعہ'' کے نام سے جاری کیا، ابھی ان کی تحریکی وعلمی سرگرمیاں جاری ہی تھیں کہ داعی اجل کا پیغام آگیا، اور ۱۴؍جون ۲۰۱۹ء کو ۳۸؍سال کی عمر میں رب کائنات سے جاملے، ان کے حالات زندگی پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ مولانا صغر سنی سے ہی بڑے ذہین وفطین تھے، زبان وبیان میں چاشنی ولطافت اور ایسی دلکشی تھی کہ ہر کوئی ان کا گرویدہ ہوجاتا تھا، انہوں نے اپنے علم وفضل، صلاح وتقویٰ کی بنیاد پر کم عمری ہی میں بڑی شہرت وناموری حاصل کرلی، مزید محنت وجفاکشی نے انہیں درجہ کمال کو پہونچا دیا، ایسے صاحب کمال کی خدمات اور علمی کارناموں پر مستقل کتاب منظر عام پر آنی چاہیے، تاہم مولانا خالد ضیا صدیقی ندوی نے اپنے رفقاء کرام کے تعاون سے مولانا کے حالات زندگی اور ان کے علمی وفکری گوشوں پر متعدد اصحاب فکر ونظر علماء، اساتذہ، رفقاء اور معاصرین کے ۲۷؍مضامین کو مختلف ابواب کے تحت جمع کر کے کتابی شکل میں سلیقہ سے مرتب کردیا، جو ایک بڑا علمی کارنامہ ہے، مجموعہ کے آخر میں مولانا ندوی کی ۵؍منتخب معیاری تحریروں کو بھی شائع کردیا؛ تاکہ اس کے ذریعہ قارئین مولانا کی علمی شخصیت، ادبی کمال اور فنی حیثیت کا بھی کسی قدر اندازہ لگاسکیں، بلاشبہ ان تحریروں کے مطالعہ سے مولانا کی صلاحیت اور فکری صلابت کی بلندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم کے والد ماجد نے اپنے صاحبزادہ کی علمی خوبیوں پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ، بچپن سے میرے بابو میں ولیوں والی خاصیت تھی، بزرگوں کے جو واقعات کتابوں میں پڑھے تھے کہ اللہ بزرگوں کو معاصی سے بہت دور رکھتے ہیں اسی طرح میں نے اپنے بابو کو بچپن میں پایا، اس نے زندگی کے ہر دور میں دینی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن افسوس کہ اس گوہر نایاب کو ہم لوگ پہچان نہ سکے (صفحہ ۵۶) ان کے والد نے اپنے بیٹے کی وفات وجدائیگی پر جس درد ورنج کا اظہار کیا وہ بہت ہی معنی خیز ہے، اگر اس کی شہادت کوئی قریبی استاد دیدے تو وہ اور بھی مستند ہوجاتی ہے، چنانچہ ان کے ایک مربی ومحسن استاذ حضرت مولانا محمد زکریا سنبھلی نے تحریر فرمایا کہ مولانا جثہ کے اعتبار سے بہت کمزور نظر آتے تھے، لیکن ان میں دینی قوت بہت مضبوط تھی، ان کے علم اور دینی قوت کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس صغر سنی میں ان سے بہت کام لیا، بہت کم عمری میں انتقال کی وجہ سے ان کے بڑوں، والدین اور دیگر خاندانی بزرگوں کے علاوہ ان کے اساتذہ کو بھی بہت غم ہوا، میرا معاملہ تو ان سے ایک خاندانی بڑے کا تھا اس لئے طبیعت پر بہت اثر ہوا، اور بہت دن تک رہا (صفحہ ۲۲) ان کی کتاب زندگی کے چند اوراق پلٹتے ہوئے مرتب کتاب نے لکھا کہ وہ قدیم وجدید کا حسین سنگم تھے، عربی، اردو اور انگریزی پر یکساں قادر، اعتراف فضل میں حد درجہ کشادہ قلب، خردوں کی حوصلہ افزائی جن کا وطیرہ بڑوں کی توقیر اور چھوٹوں پر شفقت جن کا شیوہ، خدمت انسانیت جن کی سرشت، دین وملت پر آنے والی مصیبت سے بے تاب وبے قرار، خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر کے مصداق۔ (صفحہ ۵۰) یہ تھی مولانا ندوی کی زندگی کے خدوخال، خدا مرتب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مولانا کی علمی خدمات اور کارناموں کو یکجا کر کے ایک بڑا عمدہ کارنامہ انجام دیا، یہ کتاب ۴۴۰؍صفحات پر مشتمل ہے، جس کی ابتدا حضرت مولانا سید محمد بلال عبدالحیٔ حسنی ندوی کے گرانقدر مقدمہ سے اور انتہاء امام بخاری ریسرچ اکیڈمی کے تعارفی خاکہ پر ہوئی ہے، کتاب ظاہری وصوری دونوں لحاظ سے قابل قدر ہے اور اصحاب ذوق کے پڑھنے کے لائق ہے، خواہشمند حضرات چار سو روپے بھیج کر امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڈھ سے طلب کر سکتے ہیں۔

طلبہ کے لئے مطالعہ ومذاکرہ کی اہمیت

خطاب : حضرت مولانا مفتی برھان الدین سنبھلی صاحب

پہلے زمانہ میں طلبہ اس طرح تیاری کرتے تھے جس طرح آج اساتذہ کرتے ہیں، ہم سب طالب علم ہیں، جنیر سنیر کا فرق ہے، ہماری اصل برادری طالب علمی ہے، حقیقی طور پر ہم طالب علم ہیں، پڑھنے کے زمانہ میں بہت سی کوتاہیاں اور لاپرواہیاں ہوتی ہیں، آج کی مجلس میں آپ سے وہی باتیں کہتا ہوں جو طلبہ کے سامنے تعلیمی سال کے آغاز میں کہتا ہوں۔

مطالعہ کی ضرورت اور اس کا طریقہ : جس کتاب کا سبق پڑھنا ہے اس میں اس طرح محنت کریں اور حل کریں جس طرح اساتذہ کرتے ہیں، ویسے تو اصولی طور پر حقیقت یہ ہے کہ ''جائے استاذ خالی است'' اصل طریقہ یہ ہے کہ سبق کو پورے طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے، جو حصہ مطالعہ سے حل نہ ہوسکا اس کا خاص خیال رکھا جائے، استاذ کی تقریر کو حرز جاں بنائیں، دل کے کانوں سے سنیں وہ حصہ خاص طور پر غور سے سنیں جو سمجھ میں نہیں آیا، اگر استاذ کی تقریر سے حل ہوگیا تو بڑا اطمینان حاصل ہوگا، شکرگذاری کا جذبہ پیدا ہوگا، استاذ کی قدر ومنزلت دل میں آئے گی، اگر کوئی خلش، خلجان اور اشکال باقی رہے تو استاذ سے سوال کریں، علم کی راہ میں سوال کرنا عقلمندی ہے اور سلوک کی راہ میں سوال نہ کرنا عقلمندی ہے، صحابہ کرام کو ایک خاص وقت میں سوال کرنے سے روکا گیا تھا، قرآن کریم میں فرمایا گیا: ''یاایھاالذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤ کم'' (المائدہ:۱۰۱) ترجمہ:۔اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں۔اسی طرح حدیث میں کثرت سوال اور قیل وقال سے منع کیا گیا، یعنی بے ضرورت اور لایعنی سوال کرنے سے منع کیا گیا تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس تصور سے کہ جس سوال کو اہم سمجھ رہے ہیں وہ اہم نہ ہو اس لئے بھی سوال کرنے سے پرہیز کرتے تھے، اس عرصہ میں وہ اس کے منتظر رہا کرتے تھے کہ کوئی اعرابی آئے جو عقلمند ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے تاکہ ہم اس سے استفادہ کریں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صاحب نے جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے، لیکن ذہین وفطین تھے، سوال کیا کہ کھانے کے بعد کی دعا میں تین چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا گیا ہے، ایک کھانا دوسرے پینا اور تیسرا مسلمان ہونا ''الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین'' یہاں پر کھانے اور پینے پر شکر تو بجا اور برمحل ہے، لیکن مسلمان ہونے کی نعمت کو اس کے ساتھ کیوں جمع کیا گیا؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ: کھانا جتنی بڑی نعمت ہے پانی بھی اس سے کچھ کم اہم نہیں، ایک بزرگ نے ایک بادشاہ سے پوچھا کہ اگر جاں بلب ہو اور پانی نہ ملے تو ایک گلاس پانی کے لئے کیا کروگے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ آدھی سلطنت دے کر خریدیں گے، دوبارہ سوال کیا گیا کہ اگر یہ پانی اندر جاکر باہر نہ نکلے تو کیا کروگے تو کہا باقی آدھی سلطنت دیدیں گے، واقعہ یہ ہے کہ پانی کی اہمیت اتنی ہی زیادہ ہے، پھر اسلام کی نعمت ملنے پر اللہ کا شکر ہے، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ یہ سوال تو کسی بڑے عالم کے کرنے کا تھا، حضرت کو اس سوال پر بڑی مسرت ہوئی اور بڑا انشراح ہوا، تو سوال کرنے سے باذوق استاذ کو خوشی ہوتی ہے، اس سے علم کے دروازے کھلتے ہیں، حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ جس نعمت میں تجدد ہو اس کی قدر ہوتی ہے، کھانے پینے کی نعمت میں تجدد اور تکرار ہے اور مسلمان ہونے کی نعمت ایسی ہے جس میں تسلسل ہے، اسلئے اس کی طرف ذہن نہیں جاتا اور اس کا احساس کم ہوتا ہے اس لئے حدیث میں اسے بھی جمع کیا گیا ہے۔

اس لئے اساتذہ سے سوال کیجئے اور سلیقہ کا سوال کیجئے، درس کے وقت ذہن پوری طرح حاضر رہے، کھلا رہے، اگر پوری تسلی نہ ہو تو اپنے استاذ سے پوچھئے، سلیقہ سے سوال کیا جائے اور معقول سوال ہو تو کوئی استاذ ناراض نہ ہوگا، استاذ کا احترام اور ان کی عظمت دوران درس بھی ملحوظ رکھیں، ایک بزرگ کا قول ہے کہ دو محسنین کے لئے مدت العمر کی دعاء کرتا ہوں، ایک والد کے لئے اور دوسرے استاذ کے لئے، استاذ کی وقعت کم نہ ہو، سوال کا مقصد استفادہ کا جذبہ ہو، مطالعہ کی نمائش مقصود نہ ہو، علم معلومات کا نام نہیں ہے وہ اللہ کی خاص نعمت ہے۔

مفتی کے لئے سوال کے منشا کو سمجھنا، عبارت پر غور کرنا، ذہن پر زور دینا، لفظ کے صحیح معنی ومفہوم کو سمجھنا پھر محل استعمال کو جاننا ضروری ہے، ایک جاہل تھے مگر کسی عالم کی صحبت میں رہتے تھے، اس عالم کے دوست کے بچے کا انتقال ہو گیا، عالم صاحب تعزیت کے لئے گئے تو ان کے ساتھ ان کے یہ جاہل رفیق بھی گئے، عالم صاحب نے اپنے دوست کی تعزیت کی، صبر کی تلقین کی اور دعاء دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا نعم البدل عطا کرے، جاہل نے اس جملہ کو غور سے سنا اور یاد کرلیا اس کے بعد اس کے کسی ساتھی کے باپ کا انتقال ہوا تو یہ اس کی تعزیت کے لئے گیا اور اپنے ساتھی کے سامنے تعزیت کے طور پر اسی جملہ کو دہرایا اور کہا کہ اللہ آپ کو نعم البدل عطا کرے ظاہر ہے کہ یہ اس جملہ کا بے جا استعمال تھا جبکہ پہلی بات بالکل بجا اور برمحل تھی، بچے کا نعم البدل ہوتا ہے، باپ کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا، یہ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا ہے کہ تمہاری بوڑھی ماں کو اچھا شوہر ملے، یہ ایک احمقانہ بات ہوئی، اس لئے گفتگو کے محاورات اور اشارات کو سمجھنا ضروری ہے، ردعمل اور ردفعل دونوں کا ایک مفہوم ہے، لیکن عربی میں ردفعل کا استعمال ہے، ردعمل کا نہیں، اگر عربی میں ردعمل کہا جائے تو وہ نہیں سمجھ سکیں گے، اسی طرح ''یھدیکم اللہ'' کا اہل عرب اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی غلط فکر پیش کرے، کوئی گمراہانہ بات کرے تو ایسے موقع پر یہ اس کے لئے دعاء ہے کہ اللہ تمہیں ہدایت دے، صحیح سمجھ عطا فرمائے، لیکن ہندوستان میں یہ اچھے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔

دو بھائیوں نے جن کا نام فدا اور خیرا تھا مل کر ایک عالم کی دعوت کی جب کھانا کھا کر رخصت ہونے کا وقت آیا عالم نے دعاء دیتے ہوئے کہا کہ: ''جزاکم اللہ فی الدارین خیرا'' اس کو انہوں نے ایسے انداز میں کہا کہ دونوں بھائی ناراض ہوگئے اور سمجھا کہ ہمیں دعاء کے بجائے بددعاء دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ''فدا رہے نہ خیرا''۔

دوسری بات یہ ہے کہ استاذ کی رہنمائی کی ضرورت بہرحال رہتی ہے، استاذ کی جگہ خالی ہے آپ کتنے ہی ذہین ہوں استاذ سے مستغنی نہیں ہوسکتے، ایک طالب علم نے فقہ کی کسی کتاب میں دیکھا میم اور شین تو انہوں نے ابجد کے حساب سے نمبر نکالا تو میم کے چالیس نکلے اور شین کے تین سو، تو انہوں نے سمجھا کہ میم سے چالیس اعتراض وارد کرنا مراد ہے اور شین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تین سو جوابات ہیں، اب انہوں نے چالیس اعتراض تو نکال لیا لیکن تین سو جواب نہیں نکل سکا، استاذ سے رجوع کیا تو استاذ نے بتایا کہ میم سے مراد متن ہے اور شین سے مراد شرح، اس لئے استاذ کی ضرورت بہرحال رہتی ہے، ایسا عالم جس نے استاذ سے پڑھا ہے اور کسی ماہر فن استاذ کا تربیت یافتہ ہے اس میں اور اس صاحب علم میں جو اپنے ذاتی مطالعہ کے ذریعہ آگے پڑھا ہو زمین آسمان کا فرق ہے،'' ان ھٰذا العلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم'' (شمائل ترمذی) سبق کے بعد کا مرحلہ بھی اہم ہے جسے ہمارے عرف میں تکرار ومذاکرہ کہتے ہیں اصلا مذاکرہ کا قاعدہ یہ ہے کہ جب استاذ کا درس ختم ہوجائے تو ذہن میں اسے دہرائیں، ہر درس میں کچھ چیزیں نئی آتی ہیں، مثلا ایک سبق میں دس باتیں نئی تھیں سات یاد رہیں، تین یاد نہیں رہیں تو غور کرنے اور ذہن پر زور ڈالنے سے یاد آجائیں گی یا کسی ساتھی سے پوچھ لیا یہ ہے مذاکرہ، جو خلا تھا وہ پر ہوجائے گا، چند منٹ میں پورے سبق کا مذاکرہ ہوجائے گا، اس طرح مذاکرہ کی عادت ہوگی تو امتحان کے زمانہ میں بھوت سوار نہیں ہوگا اور اس کا فائدہ پائدار اور مستقل ہوگا۔(**ترتیب**: مولانا نورالحق رحمانی؛ استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ)

ہاں تلخی ایام ابھی اور بڑھے گی

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

برسراقتدار حکومت نے اپنی اکثریت کی طاقت کے بل پر ہندوستان کی تاریخ کا سب سے بدترین سٹیزن شپ بل (CAB) دونوں ایوانوں سے پاس کراکر ایک منحوس اور جمہوریت کا قاتل ایکٹ (قانون) تو بنالیا مگر وہ اپنے ہندتوا کے زعم میں یہ بھول گئی کہ اس سرزمین نے اپنے ماضی کی تمام تاریخی واقعات اور سیاسی انقلابات میں اپنی پشت پر تشدد، انسانیت سوز مظالم اور ناانصافی کو کبھی قبول نہیں کیا ہے، خواہ وہ رام اور راون کے درمیان حق وباطل کی جنگ ہو یا کوروں اور پانڈو کے درمیان کا معرکہ یا مظلوم ہندوستان اور انگریزوں کے مابین کی عظیم جنگ آزادی ہو، یہاں کے تاریخی دستاویزات ہمیں بتارہے ہیں کہ اس بھارت نے ظلم کو کبھی اپنے اوپر برداشت نہیں کیا ہے، یہ خوبی مادر وطن کے ذرے ذرے میں ہے اور اس زمین سے اٹھنے والی ہر نفس ہر جان کے اندر قدرت نے یہ خوبی ودیعت کی ہے۔

ادھر چند روز قبل پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا سے بل پاس ہوا اور ادھر دوسری جانب شمال مشرق بھارت جل اٹھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے بھارت کی اکثر ریاستوں میں ملک گیر سطح پر اس قانون کی چوطرفہ مذمت کے ساتھ پرتشدد احتجاج کا وہ سلسلہ شروع ہوا جواب رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے، جامعات یونیورسیٹیز، کالجز اور اسکول ومدارس کے طلبہ وطالبات کے ساتھ سیکولر پارٹیاں اور تمام سیاسی اپوزیشن ومذہبی جماعتیں پرجوش اور آئینی جذبات سے لبریز ہوکر پولس کے تمام وحشیانہ مظالم کی پرواہ کئے بغیر رات ودن انقلاب آفریں مظاہرے اور احتجاج کررہی ہیں، اس لئے ملک کی چھ ریاستوں نے اس سیاہ قانون کو مسترد کرتے ہوئے اپنے یہاں نافذ نہ کرنے کا اعلان کردیا ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ حکومت نے بڑی عیاری کے ساتھ اس قانون میں مسلمانوں کے علاوہ تمام مذاہب کو شمولیت دی تھی، مگر بھارت کے دانش مند لوگوں نے حکومت کی مکاری وفریب کو آشکارا کردیا اور زیادہ تر مظاہروں میں مسلمانوں سے آگے بڑھ کر ملک کے آئین ودستور کی حفاظت کا عظیم کارنامہ عام برادران وطن نے انجام دیا، اور حکومت کے فاسسٹ اور ہندوراشٹر پر مبنی اس زہریلے اقدام کا سرے سے بیک جنبش زبان انکار کردیا، پوری دنیا کے اہم اور عظیم ممالک سے بھی بڑے پیمانے پر اس سیاہ قانون کی مذمت ہورہی ہے، چونکہ ۱۹/ویں صدی سے لے کر اب تک تمام ممالک میں غیر معمولی طور پر سیکولرزم کو فروغ حاصل ہوا ہے، اور خصوصیت کے ساتھ ۲۱/ویں صدی سیکولرزم کی صدی ہے جو ہندوتوا کے بڑھتے ہوئے سائے کی فکری وعملی نفی ہے۔

اپریل ۲۰۱۴ء سے لے کر اس مودی حکومت نے نمایاں طور پر اپنی پہلی میعاد حکومت میں فقط ملک کو دو تحفے دئے تھے، ایک نوٹ بندی دوسرے جی ایس ٹی (GST) اس کی کاری ضرب سے یہ ملک ایسا معاشی واقتصادی بحران کا شکار ہوا کہ اس ملک کی جی ڈی پی کی شرح نیپال سے بھی نیچے گرتی جارہی ہے، ملک کی اکثر مصنوعات شوروم اور فیکٹریوں میں زینت بن کر رہ گئے، جس کی دوہائی پورا ملک دے رہا ہے، معیشت کسی بھی ملک کی ریڑھ کی ہڈی اور جان ہوتی ہے، اس کے ساتھ اس حکومت کو ترقی کے کئی محاذ پر بڑی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے اپنے تمام عیوب برہنگی کو چھپانے کے لئے بھارت کے سیدھے سادے عوام کے مذہبی جذبات اور فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینا شروع کیا، چنانچہ اس نے اپنی دوسری میعاد حکومت میں اپنے ووٹ بینک کی حفاظت کے پیش نظر بالترتیب صرف اور صرف منفی ایشوز لائے خواہ وہ ۳/طلاق مخالف بل ہو یا کشمیر میں ۳۷۰ کا اندوہناک مسئلہ ہو یا بابری مسجد قضیہ میں رام جنم بھومی کے لئے زمین دینے کا عدالتی فیصلہ ہو، اب مرکزی حکومت ہندوراشٹر کا پہلا دروازہ CAA کی تشکیل کے ذریعہ کھولنا چاہ رہی ہے، ان چار ناکامیوں کے علاوہ اس حکومت نے کیا کارنامے انجام دئے ہیں اور ملک کی ترقی کے لئے کون کون سے اقدامات کئے ہیں عوام ان کی تفصیلات جاننا چاہتی ہے، عام برادران وطن مثبت سوچ کے ہیں، انہیں اس ملک کا دستور بے پناہ پسند ہے، وہ صدیوں سے ایک ساتھ مل جل کر رہتے آئے ہیں، جمہوریت میں ان کا پختہ یقین ہے، CAA کے خلاف اس ملک کے ساتھ دنیا بھر میں ہورہے احتجاجات نے اب باضابطہ ایک تحریک اور اندولن کی شکل اختیار کرلی ہے، اس طوفان میں حکومت کا چراغ بھی گل ہوسکتا ہے، مگر اس کے لئے یہاں کے تمام باشندگان ہند کو مذہب ودیگر تمام تعصّبات سے اوپر اٹھ کر جنگ آزادی کی طرح یہاں کے جمہوری دستور اور سیکولرزم کی حفات کے لئے کامیابی ملنے تک جدوجہد رکھنی ہوگی۔اس لئے کہ اس نے آئین کے بنیادی آرٹیکل سے چھیڑ چھاڑ کی ہے یہ خالص ملک کے جمہوری دستور کا معاملہ ہے، حکومت ہرگز اسے سرسری طور پر نہ لے، طلبہ اور عوام کی قربانیاں اور یونیورسیٹیوں کے ساتھ عوام کا روڈ پر آجانا حکومت کو باہر نکلنے کی دستک دے رہا ہے، فوری طور پر حکومت اس بل کو واپس لے یا اس قانون میں دوسرے مذاہب کی طرح مسلمانوں کو بھی شامل کرکے اس ملک کے گنگا جمنی صدیوں پرانی تہذیب کو جوں کا توں اپنے حال پہ باقی رہنے دے ورنہ ڈر ہے کہ کشمیر کی طرح مہینوں سے معمولات زندگی پورے ملک میں معطل نہ ہوجائے، اور یہ اندھا قانون برسراقتدار حکومت کے زوال کا سبب نہ بن جائے۔

ہاں تلخی ایام ابھی اور بڑھے گی ☆☆☆☆☆ ہاں مشق ستم اہل ستم کرتے رہیں گے

سلطان صلاح الدین ایوبی کے مجاہدانہ کارنامے

مولانا رضوان احمد ندوی

بارہویں صدی عیسوی میں عالم اسلام کئی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا، مغرب میں اندلس کی سلطنت تھی، شمالی افریقہ میں وہ خاندان حکمراں تھا جس کی تاریخ موحدین کے خاندان سے وابستہ تھی اور مشرق کی طرف خلافت عثمانیہ اور فاطمیوں کی حکومت تھی، ان حکمرانوں میں باہمی رقابت تھی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کی سلطنت بھی مختلف حصوں میں بٹی ہوئی تھی اور فاطمیوں کو ان سے پرانی عداوت تھی، ان مشرقی ممالک کے حکمرانوں کے ذہنی وفکری فاصلوں نے صلیبیوں کو اپنی اجتماعی قوت کو مضبوط کرنے کا موقع فراہم کر دیا اور انہوں نے اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کی بازیابی کے لئے عسکری قوت کو حرکت دینے کی جدو جہد شروع کر دی، ان حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے شہر موصل کے والی اتابک عماد الدین نے صلیبیوں کے بنے بنائے منصوبوں پر پانی پھیر دیا اور اس کے خلاف محاذ آرائی شروع کی، اسی اثناء میں عماد الدین زنگی کا مرد مجاہد بیٹا نور الدین زنگی نے کمان سنبھالی اور میدان میں اتر آیا، اس مجاہد کبیر نے اپنی زندگی جہاد کے لئے وقف کر کے دنیا کو یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشیں کرادی کہ کامیابی اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اگر کوئی انسان اللہ پر اعتماد کر کے حق وانصاف کے لئے جدو جہد کرتا ہے تو اللہ کی طرف سے غیبی نصرت حاصل ہوتی ہے، انہوں نے افراد سازی کو تیز کر دیا اور ایسے باحوصلہ نوجوانوں کی تربیت شروع کر دی، چنانچہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے بھی ان کی فیض صحبت وتربیت میں کمال پیدا کرلیا، بہادری اور جفاکشی میں ید طولیٰ رکھنے لگے جس کی بنیاد پر آگے چل کر وہ صلاح الدین اعظم کہلائے۔ صلاح الدین بن نجم الدین کی ولادت ۵۳۲ھ بمطابق ۱۱۳۸ء میں دریائے دجلہ کے کنارے شہر تکریت (عراق) میں ہوئی، جب ان کے والد دمشق آئے تو اس وقت ان کی عمر ۱۶؍سال کی تھی، انہوں نے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی انہوں نے اپنی خداداد ذہانت وصلاحیت سے علم حدیث وفقہ کے ساتھ عربوں کے واقعات اور ان کے جنگی محاذوں سے متعلق کافی معلومات حاصل کرلیں، جب وہ مصر وشام کے خود مختار بادشاہ بنائے گئے تو پھر ان کے اندر ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوگئی اور بہادری وشجاعت کے جوہر نکھر کر سامنے آنے لگے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے لکھا کہ سلطان صلاح الدین اعلیٰ تنظیمی قابلیت اور قائدانہ خصوصیات کا مالک تھا، وہ نہ صرف سپہ سالار اور فاتح تھا بلکہ محبوب قائد اور ہردل عزیز سپاہی بھی تھا اس نے صدیوں کے بعد منتشر و پراگندہ اسلامی ریاستوں، طاقتوں، متفرق اور باہم مخالف مسلمان قوموں اور قبائل کو جہاد کے جھنڈے کے نیچے جمع کر دیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی قیادت میں عالم اسلام نے ایک منظّم اور پرخلوص جنگ کی جس کا مقصد اسلام کی حفاظت اور جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کچھ نہ تھا (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص: ۱۷۳)۔

انہوں نے سب سے پہلے فرنگیوں اور صلیبیوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کی اس کے لئے کردی ایک فوج تیار کی جس نے صلیبیوں کی قوت کو پاش پاش کر دیا، لیکن ان کا اصل نشانہ بیت المقدس کو صلیبیوں کے شکنجہ سے آزاد کرانا تھا، حالانکہ عہد فاروقی میں حضرت عمر بن خطابؓ نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا تھا لیکن مرور ایام کے باعث اس پر دوبارہ عیسائیوں کا تسلط ہوگیا تھا اور مشرق وسطیٰ کی چار آزاد ریاستیں بیت المقدس انطاکیہ، طرابلس اور الرہا پر قابض ہوگئے اور اب یہ عیسائی حجاز مقدس پر چڑھائی کا منصوبہ بنانے میں لگ گئے تھے، اگر اس کے اس زور کو توڑا نہ جاتا تو حالات نازک سے نازک تر ہوسکتے تھے، چنانچہ پہلے زنگی خاندان نے فلسطین کے جزوی طور پر چند صلیبیوں کو شہر بدر کیا لیکن وہ اپنی منتشر طاقت کو جمع کرنے میں لگے رہے، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے قیادت سنبھالی اور بیت المقدس سے صلیبیوں کے مکمل انخلا کے لئے فوج کشی کی ۵۸۳ھ میں ان کی فوج آگے بڑھی، انہوں نے صلیبیوں کو کہلا بھیجا کہ میں یہاں خونریزی نہیں چاہتا ہوں تم لوگ اس کو باعزت خالی کر دو اور میرے حوالہ کردو، مگر صلیبیوں نے مزاحمت شروع کر دی چنانچہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا، ہفتہ بھر جنگ جاری رہی، بالآخر صلیبیوں کے سپہ سالار گرفتار ہوگئے، ان کی فوج کی کمر ٹوٹ گئی اس نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست کی اور بیت المقدس مسلمانوں کے حوالہ کر دیا، نوے برس کے بعد بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ سے نکل کر مسلمانوں کی تولیت میں آگیا، مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ ۲۷؍رجب کی تاریخ تھی، یہی وہ تاریخ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام کی امامت فرمائی تھی، سلطان نے چند ماہ بیت المقدس میں قیام کیا، شہر پناہ کی مرمت کرائی، خندق کھدائی، شفا خانے تعمیر کرائے اور اپنے ایک امیر عزیز الدین کو شہر کے انتظام وانصرام پر مامور کر دیا اور خود سلطان دمشق چلے گئے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے سلطان صلاح الدین کی عالی ظرفی، دریا دلی اور اسلامی اخلاق پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لین پول کے حوالہ سے لکھا کہ:۔ اگر صلاح الدین کے کاموں میں صرف یہی کام دنیا کو معلوم ہوتا کہ اس نے کس طرح یروشلم کو بازیاب کیا تو صرف یہی کارنامہ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی تھا کہ وہ نہ صرف اپنے زمانہ کا بلکہ تمام زمانوں کا سب سے بڑا عالی حوصلہ انسان اور جلالت وشہامت میں یکتا اور بے مثل شخص تھا (ص: ۱۷۲)، ان کا ایک بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے باطنیوں اور اسماعیلیوں کی فاطمی حکومت کے استبداری نظام کو ختم کر دیا، وہ حاکم وقت ہونے کے باوجود انتہائی نرم مزاج اور سادگی پسند انسان تھے، سوانح نگاروں نے اس ذیل کے کئی واقعات بھی تحریر کئے ہیں، اللہ نے اپنے اس مخلص وجفاکش بندہ سے بہت سے دینی کام لئے اور جب وقت موعود آپہونچا تو اپنے پاس بلالیا، مورخین نے لکھا ہے کہ انہوں نے صرف ۵۷؍سال کی بہاریں دیکھیں اور ۵۸۹ھ بمطابق ۱۱۹۳ء کو وقت کا یہ مجاہد رب کائنات سے جاملا، آج جبکہ عالم اسلام پر خوف کا بادل منڈلا رہا ہے اور اس کی وجہ باہمی اختلاف وانتشار کا شکار ہونا ہے، جس کے نتیجہ میں بیت المقدس قبلہ اول پر اسرائیلیوں کا سایہ دراز ہو رہا ہے۔

ہم اللہ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جیسے کسی اولوالعزم مرد مجاہد کو دوبارہ پیدا فرما دے جو اسلام کی حفاظت وصیانت اور بیت المقدس کی بازیابی کے لئے میدان عمل میں اترے اور اس کی فتح مندی کا مژدہ سنائے، **وما ذالک علی اللہ بعزیز**۔

سی اے اے اور این آر سی کی مخالفت ہر ہندوستانی پر لازم

عمران خان

ہندوستان کے اقتدار پر جب سے آر ایس ایس (راشٹریہ سویم سیوک سنگھ) کے تخریبی نظریہ والی بی جے پی (بھارتیہ جنتا پارٹی) کا قبضہ ہوا ہے تبھی سے ملک میں فرقہ پرستی کو فروغ دینے والے فیصلے، بل اور قانون منظر عام پر آرہے ہیں۔ کہنے کو تو بی جے پی کی ہر پالیسی مسلم مخالف ہی نظر آتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فرقہ پرستوں کے دشمن نمبر ایک مسلمان ضرور ہیں، لیکن یہ لوگ دلت، قبائلی، خاتون اور غریب کے بھی مخالف ہیں۔ حکومت اعلانیہ یہ کہہ رہی ہے کہ ملک بھر میں آسام کی طرز پر این آر سی کو نافذ کیا جائے گا اور اس سے پہلے سی اے بی (شہریت ترمیمی بل) لایا گیا جو پارلیمان اور صدر کی منظوری کے بعد اب قانون (شہریت ترمیمی ایکٹ) بن چکا ہے۔ حکومت سی اے اے اور این آر سی کا ملن اس ملک کے لئے کتنا خطرناک ہے یہ بات ہر کسی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سی اے اے پر بات کرنے سے پہلے ہم این آر سی کو سمجھتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ این آر سی کسی بھی طرح سے صرف مسلم مخالف نہیں ہے، بلکہ این آر سی خاتون، دلت، قبائلی، زمین سے محروم اور غریب مخالف ہے۔ دراصل این آر سی شہریت کا وہ رجسٹر ہے جس میں جس کا نام آجائے گا اسے ہندوستانی شہری مانا جائے گا اور جو اس سے باہر رہ جائے گا اسے غیر قانونی مہاجر قرار دے دیا جائے گا۔ آسام میں این آر سی کا نفاذ ہوا تھا اور ۳؍کروڑ افراد کے لئے ۵۰؍ہزار ملازمین نے ۶؍سال تک لگاتار محنت کر کے اسے تیار کیا۔ اس کے لئے ایک نوٹیفکیشن جاری کر کے یہ بتایا گیا تھا کہ کون کون سے دستاویزات کی انہیں ضرورت ہے۔

آسام میں این آر سی کا اعلان ہونے کی دیر تھی کہ ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ ہر کوئی اپنے ضلع صدر دفتر کی طرف اور باہر کام کرنے والے اپنے آبائی شہروں کی طرف بھاگنے لگا۔ اپنے دستاویزات حاصل کرنے کے لئے لوگ روزانہ قطاروں میں لگنے لگے۔ ایک اندازے کے مطابق آسام کے شہریوں نے اپنے دستاویزات تیار کرانے میں تقریباً ۸؍ہزار کروڑ روپے خرچ کر ڈالے۔ آخر کار چھ سال کے بعد این آر سی جاری ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سوالوں کے گھیرے میں آگئی۔ لاکھوں معاملات ایسے ہیں جن میں خاندان کے ایک یا دو فرد این آر سی سے باہر کر دیئے گئے۔ تمام دستاویزات میں یکساں نام نہ ہونے کی وجہ سے بھی این آر سی سے نام باہر ہوگئے۔ سابق فوجی ثناء اللہ کا معاملہ عالمی سطح پر سرخیوں میں چھایا رہا کہ ہندوستانی فوج میں اپنی خدمات انجام دے چکے سابق فوجی کی شہریت کو ہی ختم کر دیا گیا!

آسام این آر سی سے تقریباً ۱۹؍لاکھ لوگ باہر ہوئے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں ۱۲؍سے ۱۳؍لاکھ ہندو ہیں اور محض ۵؍لاکھ مسلمان ہیں۔ انہیں بھی ابھی اپیل کرنے کا موقع دیا گیا ہے اور اب سالوں تک پھر سے دستاویزات لانے اور جمع کرنے کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ یہ بات حقیقت ہے کہ این آر سی کو بی جے پی نہیں بلکہ کانگریس کے زمانہ میں لایا گیا تھا لیکن بی جے پی نے دراندازوں کے مسئلہ کو اپنا انتخابی ایجنڈا بنایا اور اسے اس کا فائدہ بھی ملا۔ جب ۱۲؍لاکھ ہندو این آر سی سے باہر ہوگئے تو بی جے پی کو شدید جھٹکا لگا اور اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ اس کے ووٹر اس سے ناراض ہوجائیں گے تو بی جے پی نے ایک چال چلی اور یہ کہنا شروع کیا کہ دراندازوں کا مسئلہ صرف آسام کا نہیں ہے بلکہ پورے ملک کا ہے اور ہم پورے ملک میں این آر سی کو لاگو کریں گے لیکن اس سے پہلے شہریت ترمیمی بل لے کر آئیں گے۔ بس یہیں سے شہریت کے معاملہ میں بی جے پی کی مسلم مخالف سیاست کھل کر سامنے آئی۔

دراصل کاغذات بنوانے کے لئے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں اور غریب کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ قبائلی اور زمین سے محروم افراد کے پاس وہ کاغذات ہی نہیں ہوتے کہ وہ اپنی مستقل رہائش کو ثابت کرسکیں۔ دلتوں کے ایک بڑے طبقہ کا بھی حال ایسا ہی ہے۔ رہی بات خواتین کی تو ان کا مسئلہ تو اور بھی پیچیدہ ہے۔ ہمارے ملک میں خاتون کی شناخت کسی کی بیٹی یا پھر کسی کی بیوی کے طور پر ہوتی ہے۔ یعنی شادی کر کے جب وہ اپنے شوہر کے گھر چلی جاتی ہے تو اس کی شناخت کے تمام تر کاغذات ختم ہوجاتے ہیں۔ ایسے حالات میں لوگ ۵۰-۵۰ سال پرانے کاغذات بھلا کہاں سے لے کر آئیں گے۔ این آر سی میں ایک بہت بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں ہر ایک شخص کو اپنی شہریت ثابت کرنی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے اس عمل میں وقت بھی بہت زیادہ لگتا ہے، لوگوں میں خوف کا ماحول بھی پیدا ہوتا ہے اور دولت خرچ ہوتی ہے سو الگ۔ این آر سی خاتون، زمین سے محروم افراد، قبائلی، دلت، ناخواندہ اور غریب مخالف کیوں ہے یہ بھی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ ملک نوٹ بندی کے وقت جس طرح کے حالات سے دوچار ہو چکا ہے ویسے ہی حالات این آر سی کے بعد بھی پیدا ہوں گے اور اس کی زد میں کسی ایک مذہب یا فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ نہیں آئیں گے بلکہ ملک کا ہر شخص اس سے متاثر ہوگا۔ لوگوں کو حکومت سے یہ کہنا ہوگا کہ اگر آپ کو اس ملک سے دراندازوں کو باہر نکالنا ہے تو انہیں تلاش کرو اور نکال دو۔ ہر ایک شخص کی شہریت کو شک کی نگاہ سے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے! نوٹ بندی کرتے وقت بھی حکومت نے کہا تھا کہ اس سے کالا دھن ختم ہوجائے گا لیکن ہوا کچھ اور ہی۔ ہوا یہ کہ نوٹ بندی سے وہ پیسہ حکومت کے پاس پہنچا جو لوگوں نے کمایا تو جائز طریقہ سے تھا لیکن اس کا کہیں ریکارڈ نہیں تھا۔ نتیجہ یہ کہ حکومت کے اس وار سے نہ تو کالا دھن حاصل ہوا اور نہ ہی امیروں کو کوئی نقصان ہوا، بس غیر منظّم شعبہ پوری طرح تباہ ہوگیا اور غریبوں پر اس کی زبردست مار پڑی۔

اب بات کرتے ہیں سی اے اے کی۔ حکومت نے آسام میں وعدہ کیا تھا کہ وہ این آر سی سے پہلے سی اے بی لے کر آئے گی اور اس نے ایسا کیا بھی۔ سی اے بی میں تجویز پیش کی گئی کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے آنے والے ہندو، سکھ، جین، بودھ، پارسی اور عیسائی لوگوں کو ہر حال میں شہریت دے دی جائے گی۔ مطلب صاف ہے کہ جو لوگ این آر سی سے باہر ہوں گے اور اگر وہ غیر مسلم ہیں تو انہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن کیا یہ اتنا آسان ہے؟ فرض کریں کہ کوئی ان تین ممالک سے ہندوستان نہیں آیا اور اس کے پاس خود کو شہری ثابت کرنے کے حوالہ سے کوئی دستاویز نہیں ہے تو کیا وہ یہ ثابت کر پائے گا کہ وہ مہاجر ہے؟ جب وہ کہیں سے آیا ہی نہیں تو ظاہر سی بات ہے کہ وہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے گا۔ ایسے لوگوں کا بعد میں کیا ہوگا یہ حکومت کو بھی نہیں معلوم۔

ایک اسلامی معاشرہ، انسانی معاشرہ کو کیسے متاثر کرسکتا ہے؟

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد شرک اور ضلالت میں ڈوبے ہوئے سماج میں توحید کی صدا بلند کی، مکۃ المکرّمہ کے شرک زدہ ماحول میں توحید کی یہ صدا بے حد نامانوس تھی، اور اس کی زد براہ راست رؤسائے کفار کے موروثی دین باطل پر پڑ رہی تھی، اس لئے مخالفتوں کا ایک طوفان امڈ آیا، توحید کی صدا پر لبیک کہنے والے گنتی کے چند افراد پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا، مگر ان تمام مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے باوجود قافلہ توحید بڑھتا گیا، بالآخر مدینۃ الرسول میں ایک مثالی آئیڈیل اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔

صحابۂ کرام کا سماج ایک نمونے کا مسلم سماج تھا، اور اسکی بے شمار امتیازی خصوصیات و کمالات کی خوبیوں نے پورے عالم کو متاثر کیا اور پھر اس کے نتیجے میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلا اور اسلام کا حلقہ اور دائرہ پھیلتا اور بڑھتا گیا، مرورِ ایام سے پھر بعد کی صدیوں میں اُس معاشرہ کی خصوصیات کم ہونا شروع ہوئیں اور پھر اسکی تاثیر اور مقبولیت کا گراف بھی نیچا ہوتا گیا، اور اب موجودہ صورت حال مسلم سماج کی یہ ہے کہ ہر طرف بے راہ روی ہے، اباحیت اور عریانیت، مادّیت اور حیوانیت کے باب میں نمونے کا مقام رکھنے والی یوروپی تہذیب کی دریوزہ گری اور اندھی تقلید نے تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار پر تیشے چلا ڈالے ہیں۔

پوری دنیا فتنہ اور شر کی آماج گاہ بنی ہوئی نظر آتی ہے، اور حدیث نبوی کے بموجب گناہوں کی بہتات اور گندگی نے تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے، مسلم سماج کی یہ بدحالی اور بے راہ روی پورے انسانی سماج کی نگاہ میں اس کی دناءت اور رذلت کی منظر کشی کرتی ہے، اور مسلمانوں کی عملی زندگی پر نگاہ رکھنے والا انسان متاثر ہونے کے بجائے مایوس، بددل و بدگمان اور نفور و گریزاں ہوتا ہے۔

ایک اسلامی معاشرہ، انسانی معاشرے کو اُسی وقت متاثر کرسکتا ہے جب وہ قرنِ اول (عہد صحابہ) کے مثالی سماج کی نمایاں خصوصیات اختیار کرلے اور ان سے انحراف کو اپنے لئے تباہی کی علامت اُسی طرح باور کرے جس طرح صحابۃ الرسول ان خصوصیات سے کسی بھی قیمت پر دست بردار ہونا ہلاکت کے مرادف سمجھا کرتے تھے۔ صحابۂ کرام کے معاشرے کی تمام خصوصیات کا احاطہ تو دشوار ہے، تاہم ان کے روشن عناوین کچھ یوں ہیں:

(۱) موقفِ حق پر محکم یقین اور استقامت:

دل کی گہرائیوں سے حق قبول کر لینے کے بعد صحابہ کو ایسا پختہ یقین اور اپنے موقف پر ایسا ثبات و استقلال حاصل ہو جاتا تھا کہ بادِ مخالف کے کتنے ہی جھکڑ کیوں نہ چلیں، رکاوٹوں کا طوفان کیوں نہ آ جائے اور مصائب و مشکلات کی بھٹیوں میں تپایا کیوں نہ جائے وہ کوئی لچک اور نرمی پیدا کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے، دشمنوں کی ترغیبات و تحریصات کا دام ہو یا تہدیدات و تشدیدات کی کارروائی، ان کے موقف میں سرمو انحراف نہ آتا تھا اور ان کی زبانِ حال یہ پیغام دیتی تھی۔

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

(۲) جذبۂ ایثار و قربانی

معاشرتی زندگی کی کامیابی کا راز ایثار و قربانی میں ہے، صحابہ کرام کا سماج ایثار و قربانی کا آئیڈیل سماج تھا، قرآن انصارِ صحابہ کے جذبۂ ایثار کو "ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ" (وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود اپنی جگہ محتاج کیوں نہ ہوں) کے الفاظ سے بیان کرتا ہے، سیرت صحابہ میں مالی ایثار کی بے شمار داستانیں ہیں، ہجرت نبوی کے پرخطر سفر کے موقع پر دشمنانِ اسلام کی طرف سے اجتماعی طور پر قتل رسول کی منظّم پلاننگ معلوم ہونے کے باوجود حضرت علی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آرام، اسی طرح سفر ہجرت کی دشوار گذاریوں میں حضرت ابوبکر کی طرف سے والہانہ طلب پر شرکت و رفاقت جانی ایثار کے عدیم النظیر نمونے ہیں، غزوات کا موقعہ ہو، حفاظتِ رسول کا موقعہ ہو، تحفظ دین کا موقعہ ہو، ملت کی خدمت کا موقعہ ہو، ہر موڑ پر صحابہ کی قربانیوں اور ایثار کے ریکارڈ موجود ہیں، اور اسلام سے محروم انسانی سماج پر صحابہ کے اس جذبے نے کیا کیا اثرات مرتب کئے اور کس طرح وہ اسلام سے قریب آیا یہ بالکل واضح ہے۔

(۳) نافعیت اور مواسات

سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے، مسلمان وہی ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے انسان محفوظ رہیں، مومن وہی ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلے میں مامون و بے خوف ہیں، اللہ کا سب سے محبوب بندہ وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان بنیادوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرہ قائم فرمایا تھا، صحابہ کے معاشرے کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ انھوں نے ہمیشہ یہی انداز اپنائے رکھا کہ۔

مری زبان و قلم سے کسی کا دل نہ دکھے
کسی کو شکوہ نہ ہو زیرِ آسماں مجھ سے

حضرت جابر بن عبداللہؓ کو پہلی ملاقات میں یہ نصیحت کی تھی کہ تم کبھی کسی کو برا بھلا مت کہنا، وہ فرماتے ہیں کہ پھر مرتے دم تک میں نے نہ کسی آزاد کو برا کہا نہ کسی غلام کو، اور انسان تو انسان ہے کسی اونٹ اور بکری کے لئے بھی سخت کلمہ میری زبان سے نہیں نکلا، دوسروں کے درد کو اپنا سمجھنا بلکہ اپنے درد سے زیادہ اس کا احساس اور ہمہ وقت دوسروں کو نفع پہنچانے کی کوشش صحابہ کے معاشرے کا طرۂ امتیاز تھا۔

(۴) عدل و مساوات

قرآن ایسا ایمانی معاشرہ چاہتا ہے جو انصاف کا علم بردار اور مساوات کی روش پر قائم ہو، طبقاتی تفاوت اور اونچ نیچ اسلام کی نگاہ میں جاہلیت کی لعنت اور غلاظت ہے، ظلم اور ناانصافی امن عالم اور بقائے انسانیت کی راہ کا سب سے بڑا روڑا ہے، صحابہ کا معاشرہ عدل و مساوات کی شاہراہ پر گامزن تھا، اس سماج میں ہر فرد عدل کا خوگر تھا، خواہ اس کی زد اس کی اپنی ذات یا اس کے والدین و اقارب پر کیوں نہ آتی ہو، اسی طرح مساوات اور برابری کے لحاظ سے بھی وہ معاشرہ نمونے کا تھا، مشہور غسانی سردار جبلہ بن ایہم جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور طواف کے دوران ایک دیہاتی مسلمان کا پاؤں اس کے تہ بند پر جا پڑا تھا، جس پر اس نے اسے اتنی زور سے مارا کہ ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو گیا اور خون رسنے لگا، حضرت عمر نے فیصلہ سنایا کہ یا تو بدّو کو راضی کرو یا قصاص کے لئے تیار ہو جاؤ، جبلہ نے لاکھ نرمی کا معاملہ کرانا چاہا مگر حضرت عمر نے کہا کہ اسلام شاہ و گدا کا فرق نہیں کرتا، اس کا قانون عام مساوات کا قانون ہے، بالآخر جبلہ نے کچھ مہلت لی، اور راتوں رات بھاگ کر پھر عیسائی ہو گیا، مگر اسلامی قانون عدل و مساوات پر حضرت عمر نے آنچ نہ آنے دی۔

(۵) اجتماعیت و اخوت

صحابہ کا معاشرہ باہمی الفت و محبت میں جسم واحد کی طرح تھا، اور باہمی اتحاد و اجتماعیت میں ان کی کیفیت "بنیان مرصوص" سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح تھی، اوس و خزرج کی باہمی طویل خانہ جنگی اور سلسلۂ کشت و خون اسلام کی برکت سے باہمی محبت و الفت میں اس طرح تبدیل ہوئی کہ منافق اور یہود مل کر بھی اس اجتماعیت میں دراڑ پیدا نہ کرسکے، اختلاف کو ہوا دینے والی چیزوں سے، ہر طرح کی بدگمانیوں اور بے جا خدشات سے اور افواہوں پر یقین کرنے سے صحابہ کا سماج پاک تھا، اور اسی لئے اس میں مثالی اتحاد اور اخوت کا جذبہ تھا، جو دوسروں کو حد سے زیادہ متاثر و مرعوب کرتا تھا۔

(۶) قول و عمل کی یکسانیت

قرآن کی صراحت کے مطابق قول و عمل کا تضاد اللہ کی نگاہ میں بے حد مبغوض عمل اور انسانی سماج کے لئے زہر قاتل ہے، معاشرے کی اصلاح کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ ہر فرد غازیٔ کردار ہو، حضرت عثمان غنی نے اپنا اول خطبہ خلافت اس حقیقت کے اظہار سے شروع کیا تھا کہ آج مسلمانوں کو غازیٔ کردار رہنما کی ضرورت ہے نہ کہ غازیٔ گفتار رہنما کی۔ عہد صحابہ قول و عمل کی یکسانیت میں ممتاز تھا، اور اس معاشرے کا ہر فرد جو کہتا تھا سب سے پہلے اس پر عمل کر کے دِکھاتا تھا، چنانچہ اس کی تاثیر یہ سامنے آتی تھی کہ گروہ در گروہ لوگ آکر اسلام کے دامن میں پناہ لیتے تھے۔

(۷) پاکیزگی

اسلام کا مطالبہ انسان سے ہمہ جہتی پاکیزگی کا ہے، صحابہ کا معاشرہ سر سے لے کر پیر تک پاکیزگی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا، ان کے دل و دماغ باطل خیالات اور باطنی امراض سے پاک تھے، ان کی نگاہ پاکیزہ تھی، ان کی خوراک و پوشاک پاک تھی، ان کا ماحول ظلم اور عریانیت سے پاک تھا، ان کی انفرادی زندگی کا ہر پہلو اور گوشہ پاکیزہ تھا، ان کی زبان پاک تھی، اور ان کی سیاست بھی مکر و فریب سے پاک تھی، شراب کی رسیا عرب قوم کو جب اس کے ناپاک و حرام ہونے کا علم ہوا تو پورا مدینہ شراب کی لعنت سے پاک ہو گیا، تاریخ صحابہ پاکیزگی کے بے شمار ہمہ جہتی نمونوں سے مالا مال تاریخ ہے۔

(۸) ادائے حقوق

اسلام نے بندگانِ خدا پر حقوق عائد کئے ہیں، اللہ کے حقوق کی الگ فہرست ہے، اور بندوں کے حقوق کی الگ، بلکہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی نسبتاً زیادہ اہم قرار دی گئی ہے، صحابہ کی زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا جو اہتمام نظر آتا ہے وہ بے نظیر ہے۔ صحابۂ کرام کے قرآنی، ربّانی اور ایمانی معاشرے کی بے شمار خصوصیات کے یہ روشن خطوط ہیں، اس لئے بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک اسلامی معاشرہ ان خصوصیات کو اپنائے بغیر اور اسوۂ صحابہ کی پیروی کئے بغیر انسانی معاشرے کو نہ تو متاثر کرسکتا ہے اور نہ اپنی عملی زندگی میں کامیابی اور سعادت سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔

طلاق سے بچنے کی بہترین تدبیر

امام ابوحنیفہ نے حماد کی ماں کے علاوہ ایک اور عورت سے نکاح کرلیا، جب حماد کی ماں کو معلوم ہوا تو انھوں نے اصرار کیا کہ دوسری بیوی کو طلاق دے دو اور خود امام صاحب سے الگ ہو گئیں، امام صاحب نے ایسی تدبیر کی کہ حماد کی ماں کو یقین ہو گیا کہ نئی بیوی کو تین طلاق پڑ گئی ہے اور ان کے قلب کو سکون ہو گیا۔

ہوا یہ کہ امام صاحب نے دوسری بیوی سے کہا کہ ام حماد کے پاس آنا، میں وہاں ہوں گا اور آکر یہ مسئلہ پوچھنا کہ جب کسی نے کسی دوسری عورت سے نکاح کرلیا تو کیا پہلی عورت کے لیے جائز ہے کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے؟ امام صاحب کی تعلیم کے مطابق وہ آئیں اور یہی سوال کیا، امام صاحب نے جواب دیا کہ اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے، حماد کی ماں سن رہی تھی، کہنے لگی جب تک نئی بیوی کو طلاق نہیں دو گے میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی، اس پر امام صاحب نے فرمایا: میری ہر وہ عورت جو اس گھر کے باہر ہے اس کو تین کو طلاق، بس کیا تھا، ام حماد خوش ہو گئیں اور معافی مانگی، جب کہ امام صاحب نے نئی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی۔ (تذکرۃ النعمان، ص:۱۵۲)

خبریں امارت شرعیہ کی

سید محمد عادل فریدی

تعلیم وتربیت میں بچوں کی نفسیات کا خیال رکھا جائے

امارت شرعیہ میں یک روزہ تعلیمی بیداری اجلاس سے علماء کا خطاب

مفکر اسلام امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت وایماء پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی نگرانی میں چلنے والے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مکاتب کے معلمین اوران کے ذمہ داروں کا یک روزہ تعلیمی بیداری اجتماع مورخہ ۱۸؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو کانفرنس ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کی۔ انہوں نے افتتاحی کلمات میں معلمین ومندوبین کرام کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ تعلیم وتربیت کے ذریعہ قوم وملت کا بڑا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ میری نگاہ میں بڑی درس گاہوں میں پڑھانے والوں کی بنسبت آپ زیادہ باوزن، باوقار اور محترم ہیں۔ چھوٹے ومعصوم بچوں کی ذہنی وفکری تربیت کرنا، ان کی زندگی کو سنوارنا، ان کی انگلیاں پکڑ کر حروف کی پہچان کرانا، ان کے کپڑے کی صفائی، حتی کہ ان کے ناخن کتروانا، ان کے ناکوں کی ریزش صاف کروانا وغیرہ اتنا اہم اور بنیادی تربیت کا حصہ ہے جو سب کے جگر کی بات نہیں، یہ بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ آپ کی محنتوں اور قربانیوں کا ثمرہ قوم کو ہمیشہ ملا ہے اور آج بھی مل رہا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ نئے عزم، حوصلہ اور مضبوط ارادوں کے ساتھ آپ یہاں سے واپس ہوکر تعلیمی نظام کو مزید مستحکم کریں گے۔ اس لیے ان مکاتب کی اہمیت ماضی میں بھی رہی ہے اور آج بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ معلمین کے تربیتی اجلاس مختلف مقامات پر منعقد ہوتے رہے ہیں، اس مرتبہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے دفتر امارت شرعیہ میں اس اجلاس کو اس لیے منعقد کیا کہ آپ فکر امارت کو سمجھیں، حالات وزمانہ کی نزاکت سے باخبر رہیں اور اپنی قوم کی صحیح خطوط پر رہنمائی کریں، آج ہمارا ملک تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گذر رہا ہے، شہریت ترمیمی قانون نے ایک خاص طبقہ کو بے چینی میں مبتلا کر دیا ہے، یقین مانئے کہ یہ قانون ملک کے آئین ودستور کے قطعی منافی ہے، ہم سب اپنے بزرگوں کی ہدایت ورہنمائی میں اقدامات کریں گے اور قوم کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ یہاں سے لے کر جائیں گے۔ اس سلسلہ میں ملک کے سیاسی لیڈران اور وطنی بھائیوں سے بھی ہم سبھوں کا رابطہ بنا ہوا ہے، آپ بھی ان سے رابطہ کیجئے اوران کی قیادت میں اس تحریک کو آئین کے دائرہ میں رہتے ہوئے پوری طرح کامیاب بنائیے۔ شعبۂ تعلیم کے نگراں نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ سرد موسم کے باوجود آپ حضرات کا اس اجلاس میں شریک ہونا تعلیم کی اہمیت ونزاکت کا احساس دلاتا ہے۔ آپ کی حیثیت معلم کی ہے، اور معلم کا کام تعلیم بھی ہے اور تربیت بھی، جو کار نبوت ہے، اس راہ میں کچھ دقتیں اور دشواریاں بھی حائل ہوں گی، ان مسائل سے نہیں گھبرانا ہے، حکیمانہ طور پر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی ہے، مفتی صاحب نے چھوٹے بچوں کے طریقۂ تدریس پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اصل علم قرآن کا علم ہے اور سارے علوم قرآن کی خدمت کے لیے ہیں، اس لیے قرآن نے اس کو ''الکتاب'' کہا ہے یعنی یہی اصل کتاب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر نورانی قاعدے کو ادائیگی حروف اور اس کے مخارج کے ساتھ پڑھایا جائے تو قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی راہ آسان ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ماں اپنی اولاد اور استاذ اپنے شاگرد سے کبھی مایوس نہیں ہوتے، اگر بچوں کو محبت و شفقت کے ساتھ پڑھایا جائے تو وہ ہم سے قریب ہوں گے اور ان کی ذہنی صلاحیتیں بھی کھل کر سامنے آئیں گی۔ انہوں نے پڑھانے کے طریقوں کا تفصیلی ذکر کیا اور اس کو عملی طور پر کس طرح روبہ عمل لایا جا سکتا ہے، اس پر روشنی ڈالی اور کچھ عملی مشق بھی بتلائے۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ جو معلم بچوں کو کچھ دینے کا جذبہ رکھتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے اور جو اس سے عاری ہوتا ہے، وہ ناکام ونامراد ہوتا ہے۔ جن ممالک سے علم کا احساس ختم ہو گیا، وہ ملک زوال پذیر ہو گئے۔ اس کے لیے بغداد کی مثال دی جا سکتی ہے، مولانا ندوی نے تدریس میں مشق اور ہوم ورک کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مشق یہ ہے کہ کسی چیز میں اتنی مہارت حاصل کر لی جائے کہ اس کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا آسان ہو جائے۔ اور ہوم ورک میں جہاں بچوں کے اوقات کو مشغول رکھنے کا اہتمام ہوتا ہے، وہیں ان کی مشکلات کو حل کرنے کی صلاحیت بھی ابھر کر سامنے آتی ہے، اور یہ تدریس میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی لتدریب القضاء و الافتاء نے کامیاب معلمین کے اوصاف پر اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے کہا کہ انسان اور علم کا رشتہ قدیم رہا ہے، اس لیے کہ اللہ نے انسان کو حواس خمسہ کے ساتھ عقل کی نعمت عطا کی ہے، جس کے ذریعہ وہ علم کی منزلوں تک پہونچ سکتا ہے، اس لیے معلمین کو صاحب کردار وعمل ہونا چاہئے، ان کے اخلاق وکردار کے اثرات بچوں پر بھی پڑتے ہیں، جب معلم کے اندر اخلاص وللہیت اور سوز دروں کی صفت پیدا ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس علم میں برکت عطا فرماتے ہیں اور ترقیات سے نوازتے ہیں، اس لیے عالمانہ وقار کے ساتھ ساتھ ان کے اندر داعیانہ صفت بھی پیدا ہونی چاہئے۔ مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی لتدریب القضاء والافتاء نے تعلیم وتربیت میں بچوں کی نفسیات کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انسانوں کی ایک نفسیات ہے، جس واقفیت ہونی ضروری ہے، اس لیے بچوں کی نفسیات کی رعایت کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ عہد طفولیت میں بچے گھر کے ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور عنفوان شباب میں ذہانت وصلاحیت پروان چڑھتی ہے، اگر اساتذہ کرام ان دونوں عہد کے بچوں کی نفسیات کی رعایت کریں تو بچوں کی ذہنی وفکری صلاحیت پروان چڑھے گی۔ بچوں کے اندر نقالی اور تجسس زیادہ ہوتا ہے اور یہ صحت مند ذہن کی علامت ہے، ان کے سوال سے ہرگز نہ گھبرائیں اور نہ ہی انہیں ڈانٹ پھٹکار کریں، بلکہ معلم ہونے کی حیثیت سے اس کی پوری شخصیت کی تعمیر میں لگے رہیں۔ اس اجتماع کا آغاز قاری توصیف صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا منت اللہ حیدری مفتش شعبۂ تعلیم نے نظامت کے فرائض انجام دیے اور اجتماع کے اغراض ومقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ڈیڑھ سو سے زیادہ معلمین ومکاتب کے ذمہ داروں نے شرکت کی اور اپنے اپنے مقامی مسائل کو پیش کیا جن کا مؤثر حل پیش کیا گیا۔ آخر میں یہ نشست مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی دعا پر ختم ہوئی۔

بقیہ مبلغین امارت شرعیہ دین کے پاسبان اورامارت کے ترجمان ہیں

....

پہلی نشست میں تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے شعبۂ دعوت وتنظیم کے ذمہ دار نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ جن کو اللہ نے نگاہ بلند اور وسیع تجربات عطا فرمایا ہے، آپ کی ہدایت کے مطابق یہ دوروزہ تربیتی اجلاس منعقد ہو رہا ہے، حضرت امیر شریعت مدظلہ نہ صرف ذہنی وفکری طور پر امارت شرعیہ کے شعبۂ تبلیغ وتنظیم کے استحکام کے لئے فکرمند ہیں بلکہ عملی طور پر بنفس نفیس مختلف اضلاع کے تنظیمی اجلاس میں جس طرح آپ کی شرکت ہو رہی ہے اور تنظیم نظام کو مستحکم بنانے کے لئے جس قدر آپ فکرمند ہیں اس کا تقاضہ ہے کہ آپ دعاۃ ومبلغین اپنے امیر شریعت کی فکرمندی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں میں نکھار لائیں اوران صلاحیتوں کے ذریعہ امارت شرعیہ کے ان دونوں شعبوں میں مثالی وسعت واستحکام پیدا کریں، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے مبلغین ودعاۃ کے اوصاف وفرائض کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ عالمانہ وقار، داعیانہ کردار، تقویٰ، حسن اخلاق اور اخلاص بنیادی مبلغین اور دعاۃ کے بنیادی اوصاف ہیں، اگر ان کو اختیار کیا جائے تو داعی کو عزت بھی ملتی ہے اور دعوتی کام کو مقبولیت بھی حاصل ہوتی ہے، ضرورت ہے کہ آپ مبلغین حضرات اپنے آپ کو سرتاپا ان اوصاف کے حامل بنیں اور جو ذمہ داریاں بحیثیت مبلغ دین اور عالم دین آپ کے سپرد ہیں پوری ذمہ داری کے ساتھ ان کو ادا کریں۔ دوسری نشست میں خوبصورت تحریر کی اہمیت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدر مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ خوبصورت تحریر کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، ہم سب کو چاہئے کہ اس پہلو پر خصوصی توجہ دیں اور مشق وتمرین کے ذریعہ اپنے خط کو عمدہ اور تحریر کو خوبصورت بنائیں، موصوف نے اس سلسلہ میں کئی رہنما اصول بھی بتائے اور مشق وتمرین کو تحریر کی خوبصورتی کے لئے بنیادی عنصر بتایا۔ مفتی امارت شرعیہ مولانا ومفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے استفتاء اور مسائل بتانے کی شرعی اصولوں اور صحیح طریقوں کے سلسلہ میں بہت ہی مفید اور قیمتی باتیں بتائیں، چونکہ حضرات مبلغین شہروں اور دیہاتوں کے دورے کرتے ہیں اور انہیں ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے انہیں اس سلسلہ کی ضروری چیزوں سے واقف ہونا ضروری ہوتا ہے، مفتی صاحب نے مسائل بتانے کے تعلق سے بھی کئی ضروری پہلوؤں کی طرف رہنمائی کی، آپ نے دارالافتاء امارت شرعیہ کی اہمیت وضرورت کو مبلغین کے سامنے رکھتے ہوئے دارالافتاء سے مسائل کے لیے رجوع کے طریقہ کار، سوالات کرنے کے طریقے پر تفصیلی روشنی ڈالی اور استفتاء سے متعلق اہم امور کی نشاندہی کی۔ جناب مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت نے موثر تقریر اور تقریری صلاحیتوں کو نکھارنے کے سلسلہ میں موثر گفتگو کی اور تقریر کی مختلف قسموں اور انداز تقریر کے مختلف طریقوں پر روشنی ڈالی۔ نائب قاضی شریعت جناب مولانا ومفتی انظار عالم قاسمی صاحب نے دارالقضاء اور اس میں پیش ہونے والے مقدمات تحریر کرنے اور اس سلسلہ میں رہنمائی طلب کرنے والوں کی رہنمائی کرنے سے متعلق ضروری باتوں سے حاضرین کو واقف کرایا۔

اجلاس کی دوسری نشست ۱۹؍دسمبر کو بعد نماز مغرب شروع ہوئی جس میں مولانا محمد عادل فریدی قاسمی صاحب نے تنظیم امارت شرعیہ کے تنظیمی ڈھانچے کے استحکام میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کی اہمیت پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا ایک گلوبل ولیج بن چکی ہے، جدید ٹیکنالوجی نے ہمارے لیے بے شمار سہولتیں پیدا کر دی ہیں، جن سے روزمرہ کی زندگی میں ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ شعبہ تنظیم امارت شرعیہ کے بنیادی شعبوں میں شامل ہے، جس کا مقصد تمام مسلمانوں کو امارت شرعیہ سے جوڑنا اور ان کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں متحد کرنا ہے۔ تنظیم امارت شرعیہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جس قدر یہ مضبوط ہوگی اسی قدر امارت شرعیہ مضبوط ہوگی، آپ تمام مبلغین حضرات عوام اور امارت شرعیہ کے بیچ کی کڑی ہیں آپ کا بنیادی کام عوام کے ربط کو امارت شرعیہ سے مضبوط کرنا ہے۔ اس کام میں آپ جدید ٹیکنالوجی مثلاً ارسال وترسیل کے جدید ذرائع سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ موصوف نے تفصیل کے ساتھ انٹرنیٹ، اسمارٹ فونز، ای میلز، سوشل میڈیا، وہاٹس اپ وغیرہ کے اس مقصد کے لیے استعمال کرنے کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی کہ کس طرح ان چیزوں کے استعمال سے آپ امارت شرعیہ اور عوام کے درمیان ربط کو مضبوط اور منظّم کر سکتے ہیں۔ مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں مبلغین کو اپنا محاسبہ کرنے اور اس بات کا جائزہ لینے کی تلقین کی کہ کیا ہم اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ انجام دے رہے ہیں یا نہیں، انہوں نے تنظیم کے اغراض ومقاصد کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں پوری توجہ اور مضبوطی کے ساتھ گاؤں گاؤں میں تنظیم قائم کرنے کے لیے محنت کرنی ہے، صرف تنظیم قائم کر دینا اور نقیب اور نائب نقیب بنا دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان سے کام لینے اور اس کو فعال بنانے کی ذمہ داری بھی مبلغین کی ہے۔

اس نشست میں مبلغین کا تقریری مسابقہ اور قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کے حفظ کا مقابلہ بھی منعقد ہوا، جس میں مبلغین نے اپنی تقریری صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا حکم کے فرائض مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ اور مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر ہفتہ وار نقیب نے انجام دیے۔ خبر لکھے جانے تک اس مسابقہ کا ریزلٹ آنا باقی ہے۔ ان مسابقوں میں کامیاب ہونے والے مبلغین کو بطور حوصلہ افزائی انعامات سے بھی نوازا جائے گا۔ اخیر میں اپنے کلیدی خطاب میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مبلغین امارت شرعیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں اپنی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کرنے کی تلقین کی۔ آپ نے کہا کہ اس کام کو محض رسمی ڈیوٹی نہ سمجھیں بلکہ اس کو ایک ایمانی فریضہ سمجھیں۔ جس طرح آپ اپنے گھر والوں کی اپنے بال بچوں کی فکر کرتے ہیں اور احساس ذمہ داری کے ساتھ ان کاموں میں اپنا وقت اور اپنی صلاحیت صرف کرتے ہیں، اسی طرح امت کے اس اجتماعی کام میں بھی اپنا وقت اور اپنی صلاحیت اسی دلچسپی کے ساتھ صرف کریں۔ انہوں نے کہا کہ مبلغین امارت شرعیہ کی ریڑھ کی ہڈی ہیں زمینی سطح پر امارت شرعیہ کا استحکام آپ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ آپ ہی کے دم سے امارت شرعیہ کا تعارف گاؤں گاؤں اور شہر بہ شہر ہوتا ہے، اس لیے آپ کو اپنی ذات سے، اپنے کردار سے اور اپنے عمل سے امارت شرعیہ کا ترجمان ہونا ہے۔ آپ جس طرح زبان سے امارت شرعیہ کا پیغام لوگوں تک پہونچاتے ہیں، اسی طرح اپنے کردار وعمل سے بھی امارت شرعیہ کے پیغام کو لوگوں تک پہونچایئے۔ آخر میں قائم مقام ناظم صاحب کی دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا۔

طب وسائنس

موسم سرما اور ہماری صحت

عام طور پر سردیوں کے موسم میں نزلہ، زکام، بخار، گلا خراب ہونا، کھانسی، دمہ کی تکلیف، جوڑوں میں درد، جلد کا خشک ہوجانا، ہونٹوں اوران کے گرد چھالے اور زخم اور تلی وغیرہ کی شکایات عام ہوجاتی ہیں۔اس کے علاوہ سرد موسم میں پیاس کم لگنے کی وجہ سے ہم پانی کم پیتے ہیں اور پھر جسم میں پانی کی کمی کی شکایت ہونے لگتی ہے جس کے باعث جلد پر خشکی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں۔جلد کو خشکی سے بچانے کے لئے بہت زیادہ گرم پانی سے نہیں نہانا چاہئے اور نہانے کے بعد جلد کو نمی دینے والی کولڈ کریم یا موئسچرائزنگ لوشن باقاعدگی سے خاص کر رات سونے سے قبل لازمی استعمال کرنا چاہئے اور خشکی سے بچنے کے لئے پانی زیادہ سے زیادہ یعنی دن میں کم از کم آٹھ سے دس گلاس لازمی پینا چاہئے۔سردی کے موسم میں ٹھنڈ لگنے سے جسم میں کپکپی جیسی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے سینے میں ٹھنڈ لگنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔خاص طور پر اس سے چھوٹے بچے اور بزرگ افراد زیادہ متاثر ہوتے ہیں اوران کے سینے میں درد ہونے لگتا ہے۔پچاس سال سے زائد عمر کے افراد میں سردی کی شدت جب سینے پر پڑتی ہے تو اس سے ان کو فالج کے حملے کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔اس حالت میں جسم کو ٹھنڈے ماحول اور ٹھنڈے پانی سے بچانا چاہئے اور گرم کپڑوں کے ذریعے سینے کو اچھی طرح ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی گرم چیزوں کا بھی استعمال کرنا چاہئے۔سرد موسم میں دمہ یا سانس کے امراض میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔کیونکہ خشک موسم سانس کے مریضوں پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے اور انہیں سردیوں میں خاص طور پر دیکھ بھال اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔کوشش کرنی چاہئے کہ خشک موسم میں زیادہ باہر نکلنے کے بجائے گھر پر ہی رہنے کو ترجیح دی جائے اور اگر ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا مقصود بھی ہو تو ناک اور منہ کو کسی گرم کپڑے سے اچھی طرح سے ڈھانپ کر نکلا جائے اور نکلتے وقت ضروری ادویات ضرور ساتھ رکھ لی جائیں جو فوری طبی امداد کے وقت کام آسکیں۔گلے کی خراش بھی موسم سرما کی ایک اہم بیماری ہے جس سے بچے اور بزرگ افراد سب ہی متاثر ہوتے ہیں۔مختلف تجربات کے مطابق درجہ حرارت کی تبدیلی یا گرم ماحول سے سرد ماحول میں جانے سے بھی گلے کی خراش کی شکایت ہوجاتی ہے۔ایسی صورت میں مختلف ادویات کے استعمال کے بجائے نمک ملے نیم گرم پانی سے غرارے کرنا زیادہ بہتر ثابت ہوتا ہے جس سے مرض کی شدت میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔

موسم سرما میں جوڑوں کے درد میں مبتلا افراد کے درد میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔اس سے بچنے کے لئے گرم کپڑوں کا استعمال اور روزمرہ جسمانی ورزش بہت اہمیت کی حامل ہے جو صحت پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔جبکہ سرد موسم میں بلڈ پریشر میں اضافے کے باعث دل کا دورہ پڑنے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔لہٰذا ایسے موسم میں بہت زیادہ مرغن اور بھاری غذاؤں سے پرہیز کرنے کے ساتھ ساتھ گرم کپڑوں اور کمبل وغیرہ کا استعمال لازمی کرنا چاہئے اور گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے آپ کو اچھی طرح سے ڈھانپ لینا چاہئے۔

موسم سرما میں سردی لگنے کے مختلف اسباب اور وجوہات ہوسکتی ہیں۔بعض افراد مختلف وجوہات کی بناء پر زیادہ سردی محسوس کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگوں میں سردی کا احساس نسبتاً کم ہوتا ہے۔گوشت کا کم استعمال کرنے والے افراد بھی سردی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔کیونکہ انسانی جسم میں خون پیدا کرنے میں گوشت کا ایک اہم کردار ہوتا ہے اور گوشت کا مناسب استعمال نہ کرنے کی وجہ سے جسم میں خون کی کمی سے آئرن کی بھی کمی ہوجاتی ہے جو کہ سردی لگنے کا باعث بنتا ہے۔

اس کے علاوہ معدے اور پھیپھڑے کی بیماریوں میں مبتلا افراد اور خواتین کے خاص ایام بھی خون کی گردش کو کمزور کردیتے ہیں جس کی وجہ سے سردی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ماہرین کے مطابق ہرے پتوں والی سبزیوں کا استعمال کرنے سے انسانی جسم میں آئرن کی کمی کو کسی حد تک پورا کیا جاسکتا ہے۔جبکہ انڈے اور چاول بھی خون کی پیداوار بڑھانے میں مدد دیتے ہیں جس کی وجہ سے سردی کی شدت کو کم کیا جاسکتا ہے۔جو خواتین اپنے حمل کے ابتدائی مراحل سے گزر رہی ہوں، وہ بھی سردی زیادہ محسوس کرتی ہیں۔کیونکہ حمل کے ابتدائی دنوں میں خون کی گردش کا دورانیہ کم ہونے کی وجہ سے سردی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ذیابیطس کے شکار افراد کو بھی سرد موسم میں بے حد احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔موسم سرما میں خون گاڑھا ہوجانے کی بناء پر بلڈ شوگر کی سطح مختلف ہوجاتی ہے لہٰذا ذیابیطس کے مریضوں کو موسم سرما میں مناسب مقدار میں پھل اور سبزیاں کھانی چاہئے۔اور انتہائی میٹھے پھلوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔اس کے علاوہ ورزش کو سردیوں میں بھی باقاعدہ معمول بناتے ہوئے اس جسمانی سرگرمی کو جاری رکھنا چاہئے۔سردی کی شدت سے اگر باہر نکلنا ممکن نہ ہو تو گھر پر ہی رہتے ہوئے جسمانی سرگرمی کو بحال رکھا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نزلہ وزکام سے ہر ممکن محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ورزش سے انسانی جسم کا درجہ حرارت معمول پر رہتا ہے لہٰذا سرد موسم میں بھی ورزش کے معمول کو چھوڑنا نہیں چاہئے اور روزانہ ہلکی پھلکی ورزش لازمی طور پر کرنی چاہئے۔اس کے علاوہ سردی سے خوش اسلوبی سے نبردآزما ہونے کے لئے ایسے پھلوں کا وافر مقدار میں استعمال ضروری ہے جن میں وٹامن سی، وٹامن ڈی اور وٹامن ای موجود ہوں۔ایسے پھلوں اور سبزیوں میں، پپیتا، ٹماٹر، پھول گوبھی، پالک، امرود، انار، اناس، انگور اور کیلا وغیرہ شامل ہیں اور ان میں مختلف وٹامنز، پوٹاشیم، آئرن وغیرہ بھی بھرپور مقدار میں موجود ہوتے ہیں جو ہمیں موسم سرما کی مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔مچھلی کا استعمال بھی سرد موسم کے لئے بہترین ہوتا ہے اور اس کے استعمال سے کھانسی، نزلے اور خشک کھانسی سے افاقہ ہوتا ہے اور خاص طور پر کمزور بچوں اور بزرگوں کے لئے مچھلی کا استعمال ضروری ہے۔سردیوں کے موسم میں کم از کم ہفتے میں ایک بار مچھلی ضرور کھانی چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ موسم سرما کی سوغات خشک میوہ جات بھی سردیوں کے لئے بے حد فائدہ مند ہیں اور جسم میں سردی کی شدت کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

موسم سرما میں اکثر بچوں اور بزرگ افراد میں، جن کے مثانے کمزور ہوتے ہیں، بستر پر پیشاب ہوجانے کی شکایت عام ہوجاتی ہے۔ایسے افراد کے لئے تل کے لڈو بہترین دوا اور غذا ہوتے ہیں۔جس سے بار بار پیشاب آنے کی تکلیف کے ساتھ ساتھ سردی کی شدت میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اس کے علاوہ چلغوزے بھی گردے، مثانے اور جگر کی تقویت کے لئے اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔جن کے استعمال سے جسم میں گرمی محسوس ہونے کے ساتھ ساتھ سردی کا احساس کم ہوجاتا ہے۔موسم سرما میں گھر سے باہر نکلنے سے پہلے سر، چہرہ، ناک، کان اور منہ کو کسی گرم کپڑے سے اچھی طرح سے ڈھانپ کر نزلہ، زکام اور سانس کی مختلف بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر کے حامل افراد کو اپنا بلڈ پریشر چیک کرواتے رہنا چاہئے اور کام اور آرام کے درمیان ایک توازن کو برقرار رکھتے ہوئے ایک صحت مند موسم گزارنا چاہئے۔سرد موسم میں فلو اور زکام سے بچنے کے لئے ٹھنڈی اشیاء کا استعمال کم سے کم کریں اور زیادہ طبیعت خراب ہونے کی صورت میں اپنے ڈاکٹر سے فوری طور پر رجوع کرنا چاہئے اور ان کی تجویز کردہ ادویات کو پابندی کے ساتھ استعمال کریں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

سی اے بی، آئین کے آرٹیکل ۱۴/اور ۲۱/کی کھلی خلاف ورزی: کاٹجو

شہریت ترمیمی قانون پر سپریم کورٹ کے سابق جج مارکنڈے کاٹجو نے سوال کھڑے کیے ہیں، انہوں نے اس قانون کو آئین کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ یہ آئین کے آرٹیکل ۱۴/اور ۲۱/سے متصادم اور مساوات زندگی اور آزادی کے حق کی خلاف ورزی ہے۔اپنی بات کو پختہ کرنے کے لیے انہوں نے سپریم کورٹ کے ۲۳/سال پرانے فیصلے کا بھی حوالہ دیا، قابل ذکر ہے کہ اس بل پر صدر رام ناتھ کووند نے دستخط کردیئے جس کے بعد یہ قانون کی شکل اختیار کرچکا ہے۔اس میں افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان سے مذہبی تشدد کی وجہ سے ۳۱/دسمبر ۲۰۱۴ء تک ہندوستان آئے غیر مسلم تارکین، ہندو، سکھ، بدھ مت، جین، پارسی اور عیسائی کمیونٹیز کے لوگوں کو ہندوستانی شہریت دینے کا قانون ہے، دی ویک میں شائع ایک مضمون میں کہا ہندوستان میں رہنے والے شہریوں اور غیر شہریوں کو وہ مساوی حقوق حاصل ہیں جو آرٹیکل ۱۴/اور ۲۱/میں بیان کررہے ہیں، یعنی کہ چاہے کوئی شہری ہو یا نہ ہوا گروہ ہندوستان میں رہ رہے ہیں تو انہیں برابری کا حق حاصل ہے، اس مضمون میں اپنی بات کو اور پختہ کرنے کے لیے انہوں نے ۲۳/سال پرانے یعنی ۱۹۹۶ء کے ایک کیس کا حوالہ دیا، انہوں نے نیشنل ہیومن رائٹس کمیشن بنام اروناچل پردیش حکومت کیس کا ذکر کیا جس میں بنگلہ دیش سے آئے چکما پناہ گزینوں کے معاملے میں عدالت نے مانا کہ ہندوستانی آئین کے آرٹیکل ۲۱/کے ذریعے اختیار کی زندگی اور آزادی کے بنیادی حق بھی چکما پناہ گزینوں کو ملے ہوئے ہیں، اگرچہ وہ ہندوستانی شہری نہیں تھے۔(انقلاب ۱۴/دسمبر)

سپریم کورٹ میں ایسے فیصلے ہونے لگے ہیں جو جمہوریت کے لئے خطرناک ہیں: جسٹس گانگولی

سپریم کورٹ کا کام دستور کی حفاظت ہے، مگر حالیہ دنوں میں سپریم کورٹ سے چند فیصلے ایسے بھی آئے ہیں جس سے عوام کا عدالتوں پر سے اعتماد کم ہوا ہے، سپریم کورٹ میں ایسے فیصلے ہونے لگے تو جمہوریت کے لئے یہ بہت ہی خطرناک بات ہے، یہ باتیں اشوک کمار گانگولی سابق جسٹس نے کہیں، بابری مسجد کے معاملے میں سپریم کورٹ کے فیصلے پر انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آئین کی دفعہ ۲۶/کی خلاف ورزی ہے۔انہوں نے ۱۹۹۲ء میں مسجد کے انہدام کو ہندو مخالف عمل بتایا اور کہا کہ مسجد ۵۰۰/سال سے قائم تھی اور وہاں ۱۹۴۹ء تک نماز ادا کی جارہی تھی، یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یہ کسی مندر کو توڑ کر تعمیر نہیں کی گئی تھی، ٹائٹل کی بنیاد پر جو فیصلہ دیا گیا وہ دستور کی خلاف ورزی ہے۔انہوں نے کہا کہ عدالتوں میں ایسے فیصلے کے خلاف عوام کو احتجاج کرنا چاہئے جس میں سبھی طبقات کے عوام شامل ہوں، اسے ہندو مسلم کا مسئلہ بنانے کے بجائے عوام کا مسئلہ سمجھ کر اس کے خلاف تحریک چلانی چاہئے، عوام کی خاموشی سے عوام کے اختیار دھیرے دھیرے ختم ہوجائیں گے، اس کے خلاف سماج کے سبھی طبقات کو آواز بلند کرنا چاہئے۔عوام کو احتجاج اور تحریک کا حق ہے، مگر تشدد سے دور رہ کر ہی ہم کامیاب ہوسکتے ہیں۔احتجاج کے لئے ضروری ہے کہ اس میں سبھی طبقات کے افراد سے رجوع کیا جائے۔شہریت ترمیمی قانون اور این آر سی کے تعلق سے کہا کہ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف بھی عوام کو احتجاج کرنا چاہئے، تشدد کے بغیر جمہوری احتجاج عوام کا بڑا ہتھیار ہے، جو حکومت کو اپنے فیصلے واپس کرنے پر مجبور کرسکتا ہے، عوام میں بڑی طاقت ہے اور وقت پر اس کا مظاہر کرنا ہوگا ورنہ دھیرے دھیرے ہمارے اختیارات سلب ہوتے چلے جائیں گے، بابری مسجد کے فیصلے میں مسلمانوں کو مسجد کی تعمیر کے لئے دی گئی زمین پر مسجد کے بجائے اسکول تعمیر کرنے کی بات کہی۔انہوں نے کہا کہ مسلم آبادی کی جانب سے اس زمین کا استعمال مسجد کے بجائے اسکول کھولے جانے چاہئے جو اس کے لئے زیادہ سود مند ثابت ہوگا۔(انقلاب ۱۶/دسمبر)

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۲۲/دسمبر کو

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں یہ اطلاع دی ہے کہ امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۲۲/دسمبر روز اتوار کو کانفرنس ہال مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں صبح دس بجے سے امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں منعقد ہورہا ہے۔جس میں تینوں صوبوں کے علاوہ ملک کے دیگر حصوں سے بڑی تعداد میں اراکین و مدعوین خصوصی شریک ہورہے ہیں۔مولانا نے مزید کہا کہ اس اجلاس میں امارت شرعیہ کے انتظامی امور کے ساتھ ساتھ ملک کی موجودہ صورت حال اور وقت کے اہم سلگتے ہوئے مسائل پر گفتگو ہوگی اور مفید وضروری تجاویز پاس ہوں گی۔اراکین کے پاس جو ایجنڈا بھیجا گیا ہے، ان میں امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات کی گذشتہ ایک سال کی کارکردگی رپورٹ بھی پیش کی جائے گی، آمد وخرچ کا حساب بھی مجلس کے سامنے لایا جائے گا اور مختلف شعبہ جات کے لیے آئندہ مالی سال کا تخمینی بجٹ بھی پیش کیا جائے گا۔اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے ذریعہ مختلف جگہوں پر نئے عصری تعلیمی اداروں کے قیام پر غور، گذشتہ ایک سال میں قائم ہوئے دارالقضاء کی رپوٹ اور نئے دارالقضاء کے قیام پر غور، خصوصی تربیتی اجلاس برائے نقباء وغیرہ کی رپورٹ کی پیشی اور دیگر اضلاع میں تنظیمی پروگرام کی ترتیب پر غور سٹیزن شپ امینڈمنٹ (شہریت ترمیمی) ایکٹ اور متوقع این آر سی کے سلسلہ میں غور وخوض اور بابری مسجد۔رام جنم بھومی تنازع پر سپریم کورٹ کے فیصلے اور مسلمانوں پر اس کے اثرات کا تجزیہ اور آئندہ کے لائحہ عمل پر غور جیسے اہم مسائل زیر غور آئیں گے۔

خبریں ملت کی

امارت شرعیہ شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ (CAA) کے خلاف عدالت جائے گی

وکلاء حضرات کی میٹنگ میں CAA کے مختلف پہلوؤں پر غور اور فیصلے

شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ کا قانونی اور دستوری نقطۂ نظر سے جائزہ لینے اور اس کے نتائج پر غور وخوض کرنے کے سلسلہ میں شہر پٹنہ کے ممتاز وکلاء کی ایک میٹنگ مفکر اسلام حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر مورخہ ۱۵/دسمبر روز اتوار امارت شرعیہ پھلواری شریف کی میٹنگ ہال میں زیر صدارت قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب منعقد ہوئی، اس میٹنگ میں قائم مقام ناظم صاحب نے وکلاء حضرات کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی افتتاحی گفتگو میں کہا کہ اس وقت شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء کے سامنے آنے کے بعد پورے ملک میں غیر معمولی اضطراب اور بے چینی کا ماحول پیدا ہوگیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قانون ملک کے آئین، دستور اور ملک کے مزاج کے پس منظر میں نہایت ہی سیاہ اور ظالمانہ قانون ہے، یہ ملک کو دوہری تقسیم کی آگ میں جھونکنے کی ناپاک کوشش اور مذہب کی بنیاد پر تفریق پیدا کرنے اور منافرت پھیلانے کی گھناونی سازش ہے، اس قانون کا ایک بڑا مقصد مسلمانوں کی شہریت پر حملہ اور اس کو تباہ و پریشان کرنا ہے، ایسے حالات میں ملک وملت کی صحیح رہنمائی کرنا ایک اہم دینی وملی ذمہ داری ہے، امارت شرعیہ نے ہمیشہ ایسے موقع پر ملت کی قیادت ورہنمائی کی ہے، ہم سب کے مخدوم مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ اس سلسلہ میں مسلسل فکرمند ہیں، اور آپ کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کی طرف سے مختلف جہتوں سے مضبوط اور ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں، خاص طور پر ملک کے تمام فرقوں، طبقوں اور غیر مسلم بھائیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھنے کا کام کررہی ہے، آج کی یہ میٹنگ انہی اقدامات کا ایک حصہ ہے، جن میں آپ معزز وکلاء حضرات کو یہاں جمع کیا گیا ہے، تاکہ آپ کے مفید مشوروں کی روشنی میں قانونی اقدامات کئے جاسکیں۔

اس میٹنگ میں شریک تمام وکلاء نے CAA کے مختلف پہلوؤں کا قانونی جائزہ لیتے ہوئے اس بات پر اتفاق کا اظہار کیا کہ شہریت ترمیمی قانون دستور کی کئی بنیادی دفعات کی روح کے خلاف اور ایک خاص طبقہ کے حق شہریت پر کھلا ہوا حملہ ہے، نیز مذہب کی بنیاد پر کھلی ہوئی تفریق پیدا کرنا ہے، اس لئے امارت شرعیہ جیسے ادارہ کو اس قانون کے خلاف سپریم کورٹ میں جانا چاہئے اور عدالت سے اس ظالمانہ قانون کو کالعدم کرنے کی اپیل کرنی چاہئے، قابل شکر ہے کہ اس وقت امارت شرعیہ کو ایک اولوالعزم، باہمت اور تجربہ کار عظیم شخصیت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب جیسے امیر شریعت کی سرپرستی حاصل ہے۔ میٹنگ میں چند وکلاء حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی جناب راغب احسن صاحب سنئیر ایڈوکیٹ ہائی کورٹ پٹنہ کی سرکردگی میں تشکیل دی گئی، جس میں ایڈوکیٹ جناب سید مصلح الدین اشرف صاحب، ایڈوکیٹ جناب عبیدالرحمٰن صاحب، ایڈوکیٹ جناب نفیس الضحیٰ صاحب، ایڈوکیٹ ارشد جمیل ہاشمی صاحب، ایڈوکیٹ کمال الدین صاحب اور ایڈوکیٹ جناب جاوید اقبال صاحب کے نام شامل ہیں، یہ حضرات سپریم کورٹ کے لئے ڈرافٹ تیار کریں گے اور پھر سپریم کورٹ کے ماہر وتجربہ کار وکیلوں سے مشورہ کے بعد سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کیا جائے، میٹنگ میں یہ بھی طے پایا کہ جمہوری ملک میں اپنے حقوق کے تحفظ اور ظلم کی دفاع کے لئے ہر شہری کو پرامن احتجاج اور مظاہرہ کا حق حاصل ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس قانون کے خلاف ملک کے امن پسند اور سیکولر مزاج رکھنے والے طبقوں، غیر مسلم بھائیوں اور مختلف جماعتوں کی قائدین کی معاونت میں مضبوط احتجاج اور مظاہرہ بھی کئے جائیں، اور ہر سطح پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا جائے، اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ بہار، وزیر قانون اور مسلم ممبران اسمبلی، ضلع کلکٹر وغیرہ کو بھی میمورنڈم بھی دیا جائے، جس میں اس سیاہ قانون کے سلسلہ میں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس قانون کو واپس لینے کی گذارش کی جائے۔ میٹنگ کا یہ بھی احساس تھا کہ امارت شرعیہ نے اس سے پہلے دین بچاؤ دیش بچاؤ کی مہم چلائی تھی، جس کا ایک نمایاں اثر محسوس کیا گیا تھا، ضرورت ہے کہ اس وقت بھی آئین بچاؤ اور دیش بچاؤ کی مہم چلایا جائے، اور اس وقت تک تحریک کو جاری رکھا جائے جب تک اس سیاہ قانون کو واپس نہ کرلیا جائے۔ اس موقع پر تمام وکلاء حضرات نے یہ بھی کہا کہ آج کی یہ میٹنگ اور اس سے پہلے امارت شرعیہ کی طرف سے بلائی گئی اہم میٹنگیں اور ان کے دانشمندانہ فیصلے یقیناً قابل تحسین ہیں، ہم لوگ امارت شرعیہ اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی فعال قیادت کے ساتھ ہیں، انشاء اللہ ہر موقع پر ساتھ رہیں گے۔ آج کی میٹنگ میں جن وکلاء حضرات نے شرکت کی، ان میں ایڈوکیٹ انور عالم، عبدالعزیز، محمد ضیاء القمر، محمد کمال حسین، محمد فیروز، رئیس احمد، سید قیصر عالم، شکیب ایاز، محمد ایاز، آفتاب عالم، شاہ نواز صاحب وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اس میٹنگ میں قاضی شریعت امارت شرعیہ مولانا عبدالجلیل قاسمی، نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا سہیل احمد ندوی، مفتی محمد سہراب ندوی، مفتی وصی احمد قاسمی، مفتی سہیل احمد قاسمی، مفتی سعیدالرحمٰن قاسمی، مولانا سہیل اختر قاسمی، جناب سمیع الحق، مولانا احمد حسین قاسمی، مولانا ارشد رحمانی، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا اسعداللہ قاسمی وغیرہ نے شرکت کی۔

جامعہ ملیہ سمیت دوسرے مقامات پر پولیس کی بربریت افسوسناک: محمد شبلی القاسمی

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور دوسرے کئی مقامات میں بے قصور اور معصوم طلبہ وطالبات پر پولس کی ظلم و بربریت پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ اس سے پولس کا اصلی چہرہ سامنے آگیا ہے کہ طلبہ وطالبات جامعہ کی سڑک پر شہریت ترمیمی ایکٹ کے خلاف پرامن احتجاجی مظاہرہ کررہے تھے جو ان کا بنیادی اور جمہوری حق ہے، اور یہ ایسا سیاہ قانون ہے کہ اس کے خلاف لوگوں کو سڑکوں پر آنا ہی تھا، لیکن ایک سازش کے تحت کچھ باہری شرپسند عناصر نے عوامی اور سرکاری املاک کو نقصان پہو چانا شروع کردیا، انتظامیہ اور پولیس کا فرض تھی کہ اصل مجرم کی شناخت کرتے اور ان پر قانون کے دائرے میں رہ کر کارروائی کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حق کی آواز دبانے کے لئے پولس نے احتجاج کرنے والے طلبہ وطالبات کو ہی زدوکوب کیا، جس سے بہت سے بے قصور طلبہ وطالبات زخمی بھی ہوگئے، ان کو بے دردی کے ساتھ مارا گیا، ہڈیاں پسلیاں توڑی گئیں، حتی کہ پولس نے جامعہ کی لائبریری میں مطالعہ میں مشغول طلبہ وطالبات کے ساتھ طوفان بدتمیزی کی، آنسو گیس کے گولے داغے، لاٹھی ڈنڈوں سے طلبہ اور طالبات کو زخمی کیا، جس کے نتیجہ میں کئی بچوں کے شہید ہونے کی خبر ہے، یہ پوری کارروائی پولس کی ظلم وزیادتی کی داستان پر مبنی ہے، ہم اس کی اس کارروائی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ مرکزی حکومت پولس کی نازیبا حرکت کی منصفانہ انکوائری کرے، اور خاطی پولس کو قرار واقعی سزادے، جو طلبہ وطالبات شدید طور پر زخمی ہیں ان کے علاج ومعالجہ کا معقول انتظام کرائے اور یونیورسیٹی کے تعلیمی نظام میں آئندہ پولس والوں کی طرف سے ایسا اقدام نہ ہو اس کے لئے ابھی سے ایماندارانہ اور منصفانہ اقدامات کئے جائیں۔ ملک کی دوسری ریاستوں سے بھی پولیس بربریت کی اطلاعات ہیں جو کسی بھی حال میں ناقابل برداشت ہے، اس کے ساتھ مولانا نے جملہ شہریوں سے گذارش کی ہے کہ احتجاج ومظاہرہ قانون کے دائرہ میں رہ کر کریں، سرکاری املاک کی حفاظت کریں، اور دستوری حقوق کے مطابق اس سیاہ قانون کے خلاف آواز بلند کریں۔ کوئی غیر دانشمندانہ اقدام سے پرہیز کریں۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۸/۲۷/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگلپور)

بی بی خوشبو عرف خوشبینا خاتون مقام وڈاکخانہ کشن داسپور تھانہ بدھوچک ضلع بھاگلپور۔ فریق اول

بنام

محمد صدام ولد عبدالرائے مقام وڈاکخانہ پوٹھیا، تھانہ پھلکا ضلع کٹیہار۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء چمپانگر بھاگلپور میں عرصہ ۱۶/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶/ جنوری ۲۰۲۰ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۳۶/۱۷۹/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگلپور)

ثریا خاتون بنت محمد بصیرالدین مقام بدلوچک ڈاکخانہ بدلوچک تھانہ جگدیشپور ضلع بھاگلپور۔ فریق اول

بنام

شیخ سلام ولد شیخ سبول مقام مصطفیٰ پور ڈاکخانہ پورینی تھانہ جگدیش پور ضلع بھاگلپور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ثریا خاتون بنت محمد بصیرالدین نے آپ فریق دوم شیخ سلام ولد شیخ سبول کے خلاف دارالقضاء چمپانگر بھاگلپور میں عرصہ پانچ مہینے سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/جنوری ۲۰۲۰ء روز بدھ بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اب جہد مسلسل کا وقت آگیا ہے، پوری امت اپنی متحد ہوکر حالات کا مقابلہ کرے: حضرت امیر شریعت

مولانا محمد ولی رحمانی نے اپنے صحافتی ملاقات میں کہا ہے کہ مرکزی حکومت نے اپنی فرقہ وارانہ پالیسی کی تحت سٹیزن شپ امیڈمنٹ ایکٹ بنایا ہے اور این آر سی کو نافذ کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جائے گا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ مہینوں پہلے جب میں نے این آر سی کے نافذ ہونے کی بات کہی تھی تو دانشوروں اور ذمہ دار شخصیتوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس طرح مسلمانوں کو ڈرایا جارہا ہے، بہت سارے تبصرے کیے گئے مگر اب صورتحال واضح ہوچکی ہے۔ امیر شریعت مولانا رحمانی نے کہا ہے کہ اب لانبی اور مسلسل جدوجہد کا وقت ہے پوری امت کو اپنی صلاحیت کے مطابق حالات کا مقابلہ کرنا ہے، پوری امت کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ مسلسل کوشش، حوصلہ، ہمت، سمجھداری سے کام لینا ہے۔ اپنے وطنی بھائیوں کے ساتھ مل کر اس غیر جمہوری، غیر آئینی قانون کے خلاف باحوصلہ تدبیریں کرنی ہیں، یہ لڑائی بھارت کے آئین اور جمہوریت کو بچانے کے لیے اور ملک کو مضبوط کرنے کے لئے لڑنی ہے، راجیہ سبھا میں جن پارٹیوں نے اس وحشی، غیر آئینی بل کی مخالفت کی تھی اور پارلیمنٹ سے باہر جن شخصیتوں نے مخالفت میں آواز بلند کی اور کررہے ہیں ان کا ساتھ دینا ہے اور ان کو ساتھ لینا ہے، امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی نے کہا کہ یہ ہندو مسلم مسئلہ نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو آسام میں غیر معمولی مظاہرے نہیں ہورہے ہوتے اور ممتا بنرجی صاحبہ سمیت پانچ صوبوں کے چیف منسٹر نے ان کے خلاف رائے ظاہر نہیں کی ہوتی اور اس قانون اور این آر سی کے خلاف آواز نہ بلند کی ہوتی۔ امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی نے یہ بھی کہا ہے کہ ۱۹/دسمبر ۲۰۱۹ء اور ۲۱/دسمبر ۲۰۱۹ء کو کئی سیاسی پارٹیوں، سماجی تنظیموں اور بہت سی انجمنوں کی طرف سے ملک گیر پیمانے پر مظاہرہ ہونے والا ہے، بہت بڑی تعداد میں ان مظاہروں میں شرکت کرنی چاہیے اور این آر سی اور غیر آئینی قانون کے خلاف مظاہرہ کا حصہ بننا چاہئے۔ بعض صوبوں میں علیحدہ علیحدہ مظاہروں کا پروگرام بنایا گیا ہے کوشش کرنی چاہئے کہ اس طرح کا اقدام متحدہ ہو اور ان کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

پورے بہار میں شہریت قانون کے خلاف زبردست مظاہرہ، امارت شرعیہ بھی اتری سڑک پر

مرکزی حکومت کے ذریعہ لائے گئے متنازع اور بدنام زمانہ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ملک گیر احتجاج تھمنے کا نام نہیں لے رہا، دن بدن احتجاج اور مظاہروں میں تیزی آرہی ہے۔ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے بھی جہد مسلسل اور احتجاج ومظاہروں میں عملی حصہ داری کا اعلان کیا ہے، حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کا مرکزی دفتر اور اس کے تمام ذیلی دفاتر سڑکوں پر اتر کر پرامن احتجاج کررہے ہیں اور اس قانون کے خلاف اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے قانون کو واپس لینے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ اسی ضمن میں ۱۹/دسمبر ۲۰۱۹ء اور ۲۱/دسمبر ۲۰۱۹ء کو کئی سیاسی پارٹیوں، سماجی تنظیموں اور بہت سی انجمنوں کی طرف سے ملک گیر پیمانے پر مظاہرہ ہوا، پھلواری شریف میں بھی زبردست مظاہرہ ہوا ہزاروں کی تعداد میں ہر مذہب وملت کے لوگ مل کر سڑک پر اترے اور اس سیاہ قانون کے خلاف نعرے لگائے۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب بھی امارت شرعیہ کے سبھی ذمہ داروں وکارکنوں کے ساتھ سڑک پر اترے اور پرامن احتجاج کیا۔ ان کے ساتھ ساتھ پھلواری شریف کے مختلف محلوں اور کالونیوں کے سیاسی وسماجی کارکنان بڑی تعداد میں احتجاج میں شریک ہوئے اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سیاہ قانون کو فوراً واپس لے، اس لیے کہ یہ قانون مذہبی بنیاد پر امتیاز برتنے والا، ملک کو توڑنے والا اور آئین کی بنیاد اور جمہوریت کی روح کے خلاف ہے، جس کو اس ملک کے شہری کبھی قبول نہیں کرسکتے۔ مظاہرین مختلف نعروں پر مشتمل تختیاں، پارٹیوں کے جھنڈے اور قومی ترنگا ہاتھوں میں لے کر مظاہرہ کررہے تھے اور آخری دم تک جدجہد کرنے کے عزم کا اظہار کررہے تھے۔

شہریت ترمیمی قانون سے دلتوں کے حقوق بھی سلب ہوں گے: جیتن رام مانجھی

امارت شرعیہ پہونچ کر کیا تحریک کو تیز کرنے کا اعلان

بہار کے سابق وزیر اعلیٰ جناب جیتن رام مانجھی نے شہریت ترمیمی قانون پر اپنے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ سیاہ قانون دلتوں، پسماندہ طبقات اور اقلیتوں کے حقوق کو سلب کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ جس کو ہم کسی بھی صورت میں قبول نہیں کریں گے، اس کے ذریعہ وہ دلتوں کے ریزرویشن کو ختم کرنے کی پالیسی بنارہے ہیں، ہم اس قانون کے خلاف پورے بہار میں تحریک چلارہے ہیں اور اس وقت تک چلاتے رہیں گے جب تک کہ اس قانون کو مرکزی حکومت واپس نہیں لے لیتی ہے، سابق وزیر اعلیٰ نے امارت شرعیہ میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب سے ملاقات کی اور ان سے اپنے ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لیے جو کچھ بھی اقدامات کررہی ہے میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قانون سے نہ صرف مسلمانوں کے شہری حقوق متاثر ہوں گے بلکہ جھگی جھوپڑیوں میں رہنے والے دلتوں اور پسماندہ ذاتیں بھی شہر بدر ہوجائیں گی۔ اس لیے اس قانون کے خلاف ہم سب مل کر مشترکہ طور پر تحریک چلائیں گے۔ ۱۹/دسمبر کو بہار بند کا جو اعلان کیا گیا ہے، اس کو ہر طرح کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور ۲۱/دسمبر کے بہار بند کو بھی بڑے پیمانے پر کامیاب کرنے میں جٹ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس وقت نوادہ اور گیا جارہا ہوں، وہاں بھی اس موضوع پر اپنی پارٹی کے ورکروں، ہندو مسلم اور دلت اتحاد کے ساتھ اس آندولن کو اس وقت تک چلائیں گے جب تک یہ کالا قانون واپس نہ لے لیا جائے۔ انہوں نے اس تحریک میں امارت شرعیہ کے شانہ بشانہ چلنے کا بھی وعدہ کیا اور کہا کہ جب اور جس وقت ہماری ضرورت محسوس کریں، میں اپنے تمام ورکروں کے ساتھ قدم بقدم چلوں گا۔ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے سابق وزیر اعلیٰ بہار کے اس جذبے کی قدر کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا، اور کہا کہ اگر اجتماعی طور پر اس تحریک کو چلایا جائے گا تو اس دیرس و دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ صرف مسلمانوں کے خلاف نہیں بلکہ ملک کے تمام لوگوں بالخصوص ہمارے دلت سماج اور کمزور، غریب، دبے کچلے لوگوں کے خلاف ایک منصوبہ بند سازش اور غیر اعلانیہ طور پر ملک کو غلام بنانے کی طرف قدم ہے۔ مولانا نے واضح طور پر کہا کہ امارت شرعیہ نے ہمیشہ قوم وملک اور غریب و پریشان حال لوگوں کی فکر کی ہے، آج بھی جب ملک اور ملک کے اس دستور پر جس کو بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر نے بنایا تھا، حملہ کیا جارہا ہے اور ملک کو دوسری تقسیم کی طرف لے جایا جارہا ہے، امارت شرعیہ پوری قوت کے ساتھ میدان میں کود پڑی ہے، اور ظلم کے خلاف آواز اٹھا رہی ہے، انہوں نے میڈیا کے ایک سوال کا جواد دیتے ہوئے کہا کہ امن کی اپیل کرنے کے لیے ہمیں کیوں کہتے ہی، ہم لوگ تو امن کی بات کرتے ہی ہیں اور کرتے ہی رہیں گے، آپ حکمران وقت سے کہئے کہ آپ نے ایسا قانون کیوں بنایا ہے، جس سے امن وسکون ملک کا برباد ہوگیا۔ آپ قانون واپس لیجئے تو امن وسکون خود بخود قائم ہوجائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم احتجاج اور تحریک کے ساتھ ہیں، جس میں کوئی تشدد نہ ہو، امن اور قانون کے دائرہ میں رہ کر احتجاج کریں۔ اس موقع سے سابق وزیر اعلیٰ کا دفتر امارت شرعیہ میں ان کا گرم جوشی سے استقبال ہوا، جس میں مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ، مولانا انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ اور مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت پیش پیش رہے۔

سی اے اے اور این آر سی کے خلاف چلنے والی ہر پرامن تحریک کی امارت شرعیہ حمایت کرے گی: مولانا محمد شبلی القاسمی

لوک تانترک جن ادھیکار پارٹی کے قومی صدر پپو یادو کی امارت شرعیہ آمد، تحریک میں ساتھ دینے کی اپیل کی

سی اے اے اور این آر سی کے خلاف تحریک دن بدن شدت پکڑتی جارہی ہے نہ صرف ملکی پیمانے پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اس قانون کے خلاف احتجاج ہورہا ہے، ریاست بہار، اڈیشہ وجارکھنڈ کی سب اہم اور نمایاں قومی، ملی، مذہبی وسماجی تنظیم امارت شرعیہ بھی اب کھل کر اس قانون کے خلاف سڑک پر آچکی ہے اور اس سیاہ قانون کے خلاف چلنے والی ہر تحریک کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ واضح ہو کہ مورخہ ۱۹/دسمبر ۲۰۱۹ء کو لیفٹ کی طرف سے کیے گئے بہار بند میں امارت شرعیہ نے عملی حصہ لیا اور ۲۱/دسمبر ۲۰۱۹ء کو راجد کی طرف سے ہونے والے بہار بند میں بھی عملی حصہ داری کا اعلان کیا ہے۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب اور دیگر ذمہ داران سے اس سلسلہ میں لوک تانترک جن ادھیکار پارٹی کے قومی صدر پپو یادو نے امارت شرعیہ پہونچ کر ملاقات کی اور تحریک میں تعاون کی اپیل کی۔ قائم مقام ناظم صاحب نے پوری تائید اور مکمل حمایت کا وعدہ کرتے ہوئے کہا کہ سی اے اے اور این آر سی کے خلاف چلنے والی ہر پرامن تحریک کی امارت شرعیہ حمایت کرے گی۔ اسی کے ساتھ مولانا نے کہا کہ یہ مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں پورے ملک اور ملک کے تمام باشندوں کا ہے، ہم سب لوگوں کو لے کر ہندو مسلم اتحاد کے ساتھ اس قانون کی ہر سطح پر مخالفت کریں گے۔ ساتھ ہی مولانا نے یہ بھی کہا کہ انتجاج ومظاہرہ میں ہرگز قانون کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ امن کے ساتھ یہ تحریک جاری رکھیں۔ ملاقات کے دوران پپو یادو نے کہا کہ یہ جو کالا قانون ہم ہندوستانیوں پر لادا گیا ہے اسے ہم کسی بھی طرح قبول نہیں کریں گے، یہ صرف مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ اس ملک کے تمام باشندوں کا مسئلہ ہے، غریبوں کا معاملہ ہے، جھگی جھونپڑی میں رہنے والوں اور پچھڑے لوگوں کا سب سے زیادہ اس قانون سے نقصان ہوگا۔ اس کی زد میں صرف مسلمان نہیں آئیں گے بلکہ دلت اور پسماندہ طبقہ کا ہر شخص اس قانون کی زد میں آئے گا۔ انہوں کہا کہ ہم لوگ امارت شرعیہ میں آئے ہیں تاکہ ہم لوگ اس لڑائی کو متحد ہوکر لڑیں، انہوں نے کہا کہ آج وہ لوگ جن کو اس ملک کی تاریخ کا پتہ نہیں وہ ہم سے کاغذات مانگ رہے ہیں، یہ لڑائی ہم اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ حکومت اسے واپس نہ لے لے۔ انہوں نے اس قانون کی خرابی کو بیان کیا اور کہا کہ ستر فیصدی لوگوں کے پاس کاغذات نہیں ہیں اس لیے سب سے پہلے تو ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ ہم کسی طرح بھی کوئی کاغذ جمع ہی نہیں کریں گے۔ اور سی اے اے اور این آر سی دونوں کا مکمل بائکاٹ کرتے ہیں۔ اور پپو یادو کا جو بھی حشر ہو مگر ہم اس کالے قانون کو قبول نہیں سکتے۔

شہریت ترمیمی قانون کی ہندو مسلم اتحاد کے ساتھ ہر سطح پر مخالفت کی جائے گی

امارت شرعیہ میں منعقد ملی تنظیموں کے مشترکہ میٹنگ میں ملی رہنماؤں کا اعلان

بہار کی اہم ملی جماعتوں، امارت شرعیہ، ادارہ شرعیہ، جمعیۃ علماء، جماعت اسلامی، مجلس مشاورت کے ذمہ داروں کے ساتھ کی ایک اہم میٹنگ امارت شرعیہ کے میٹنگ ہال میں منعقد ہوئی، جس میں سبھی تنظیموں کے ذمہ داروں نے مشترکہ طور پر اعلان کیا کہ شہریت ترمیمی قانون نہ صرف مسلمانوں بلکہ اس ملک کے تمام باشندوں کو برباد کرنے والے ہیں، اس قانون سے ملک کی پوری دنیا میں بدنامی ہورہی ہے، اس ملک کے حکمراں اس حد تک ملک کو نیچے لے جائیں گے اس ملک کے باشندوں نے سونچا بھی نہیں تھا، آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی پر عمل ہورہا ہے، ملک کی معاشی صورت حال بد سے بدتر ہوچکی ہے، حکومت ہر محاذ پر ناکام ہوچکی ہے، اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے اس طرح کے مسائل میں قوم کو پھنسانے کی سازش ہورہی ہے، ان حالات میں ہماری ذمہ داری ہے کہ حالات کو سمجھیں، اپنے اندر کسی طرح کی کم ہمتی اور خوف وہراس پیدا نہ ہونے دیں، ہمت وحوصلہ اور مضبوط حکمت عملی کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کیا جائے گا، تاریخ شاہد ہے کہ کئی بار ایسے حالات ہمارے سامنے پیش آتے ہیں مگر ہم نے اپنے اتحاد، فہم وفراست اور مضبوط وموثر حکمت عملی سے اس کا مقابلہ کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اس قانون کے خلاف بھی ہم سب متحد ہوکر اس وقت تک جدوجہد کریں گے جب تک یہ سیاہ قانون واپس نہیں لے لیا جاتا۔

Volume:59/69,Issue:49 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

زبانی دعوے بہت لوگ کرتے رہتے ہیں
جُنوں کے کام کو کرکے دکھانا ہوتا ہے
(شہریار)

سی اے اے اور این آر سی پر ملی تنظیموں کی وزیر اعلیٰ بہار سے ملاقات

مورخہ ۲۰/دسمبر ۲۰۱۹ء روز جمعہ کو سی اے اے اور این آر سی کے تعلق سے بہار کی اہم ملی و مذہبی تنظیموں کا ایک وفد امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی قیادت میں بہار کے وزیر اعلی اور جنتا دل یونائیٹڈ کے قومی صدر جناب نتیش کمار سے ان کی رہائش گاہ؛ انے مارگ پٹنہ میں ملا اور بہار کے مسلم اداروں کی جانب سے این آر سی اور شہریت ترمیمی ایکٹ 2019 (سی اے اے) سے متعلق اپنے مطالبات پر مبنی مندرجہ ذیل میمورنڈم پیش کیا۔

میمورنڈم

جناب عالی! اس وقت، ہم سب آپ کی توجہ اس میمورنڈم کے ذریعے ملک کے ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ آپ واقف ہیں کہ شہریت ترمیمی بل 2019 کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے منظور کیا ہے۔ ہم سب کی امید کے برخلاف اور اپنی پارٹی کے نظریات اور سیکولر امیج کو کنارے رکھتے ہوئے، آپ کی پارٹی نے دونوں ایوانوں میں اس غیر آئینی اور مذہبی امتیاز پر مبنی اس بل کی حمایت کی، جس سے بہار کا ہر سیکولر شہری بہت رنجیدہ ہے۔ آپ نے خود دیکھا کہ جیسے ہی یہ بل منظور ہوا، پورا ملک سڑکوں پر نکل آیا ہے، پورا ملک اس کے خلاف سراپا احتجاج ہے، پوری حزب اختلاف اس ایکٹ کی مخالفت میں متحد کھڑی ہے۔ ملک کی 32 یونیورسٹیوں کے تمام طبقات و مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ، سول سوسائٹیز، مذہبی تنظیموں، وکلاء، ادباء، ماہرین تعلیم، مصنفین، صحافی، بالی ووڈ اداکار، دانشور اور عام شہری اس کی مخالفت کر رہے ہیں، اب تو بین الاقوامی سطح پر احتجاج کی آواز گونجنے لگی ہے۔، دنیا کی مشہور یونیورسٹیوں جیسے کیمبرج، آکسفورڈ سے بھی مخالفت کی آواز اٹھ گئی ہے۔ بین الاقوامی میڈیا اس قانون کو نفرت انگیز، متعصّبانہ اور بھارتی آئین کے مخالف قرار دے رہا ہے، واشنگٹن پوسٹ، نیویارک ٹائمس جیسے بین الاقوامی اخبارات میں اس قانون کی مذمت کی جارہی ہے۔ احتجاج کر رہے طلبہ کے ساتھ پولیس کے رویوں کی چاروں طرف تھو تھو ہورہی ہے۔ ان سب کے باوجود، مرکزی حکومت کی آنکھ نہیں کھل رہی ہے اور وہ کانوں میں تیل ڈال کر اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر بیٹھی ہے، اور بڑی ہٹ دھرمی کے ساتھ کہہ رہی ہے کہ وہ اس پر نظر ثانی کرنے کو تیار نہیں ہے۔ جب کہ ملک کے تمام شہری محسوس کر رہے ہیں کہ اس قانون سے ملک کی وحدت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ شہریت ترمیمی قانون 2019 آئین کے آرٹیکل 14، 15، 21 اور 25 کے خلاف ہے، اس کا ہندوستانی معاشرے پر برا اثر پڑے گا۔ اس سے ہندوستان کے حقیقی شہریوں کے حقوق بالخصوص ملازمت اور تعلیم وغیرہ پر بُرا اثر پڑے گا۔ اسی لئے ہم سب چاہتے ہیں:

۱۔ آپ کی پارٹی کو مرکزی حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہئے کہ وہ اس قانون پر نظر ثانی کرے اور اسے واپس لے۔ جے ڈی یو بی جے پی کی ایک اہم حلیف پارٹی ہے، لہذا امید ہے کہ آپ کے دباؤ کا مرکزی حکومت پر اثر پڑے گا۔

۲۔ ممکنہ این آر سی، جس کا وزیر داخلہ بار بار تذکرہ کر رہے ہیں کہ وہ پورے ملک میں نافذ کریں گے، اس کی وجہ سے ملک کے تمام عام شہری خوفزدہ ہیں۔ عام طور پر غریب شہریوں کے پاس مناسب دستاویزات موجود نہیں ہیں۔ اس لیے وہ این آر سی سے باہر رہ جانے اور اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مند ہیں۔ اگرچہ آپ کی جانب سے یقین دلایا جارہا ہے کہ آپ اپنی ریاست میں NRC کو نافذ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، لیکن آپ کے سابقہ موقف کو دیکھ کر، بہار کے باشندے شش و پنج میں مبتلا ہیں اور اس پر یقین کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ لہذا، NRC کے سلسلے میں اپنا موقف واضح کریں اور مرکزی حکومت کو NRC نہ لانے پر مجبور کریں۔

۳۔ این پی آر کا اعلان اپریل 2020 سے کیا گیا ہے، لوگوں کو یہ خوف بھی ہے کہ انہیں پتہ نہیں کون سے دستاویزات پیش کرنے پڑیں گے۔ اگرچہ اس سے پہلے این پی آر ہو چکا ہے، لیکن اس بار صورتحال بالکل الگ ہے۔ سی اے اے اور این آر سی سے پیدا ہونے والا خوف این پی آر پر بھی چھا گیا ہے۔ لہذا بہار میں بھی این پی آر پر روک لگانا چاہئے، جیسا کہ مغربی بنگال حکومت نے اپنی ریاست میں این پی آر پر روک لگائی ہے۔

۴۔ اس وقت ملک شدید معاشی بحران سے دوچار ہے، اقتصادی بحران، مہنگائی، بے روزگاری، عصمت دری کے واقعات، تعلیم، صحت جیسے بنیادی مسائل حکومت کی توجہ کا مرکز نہیں ہیں۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ مرکزی حکومت کی توجہ ان اہم اور بنیادی امور کی طرف مبذول کرائیں۔ مرکزی حکومت کو معاشی بدحالی، بے روزگاری کے خاتمے اور مہنگائی کو کم کرنے کے لئے خاطر خواہ اقدامات کرنے پر مجبور کریں۔

۵۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ ریاست کے ان طلبہ اور نوجوانوں کو گرفتار کیا جارہا ہے جو قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے شہریت ترمیمی قانون کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ انہیں دنگا بھڑکانے اور قانون توڑنے کے جرم میں پھنسایا جارہا ہے۔ ہم پولیس کے وحشیانہ اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں اور آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو نوجوان گرفتار ہوئے ہیں، ان کو رہا کیا جائے اور بے گناہ نوجوانوں کا کیس ختم کیا جائے اور ان کا نام جلد ایف آئی آر سے خارج کر دیا جائے۔

٦۔ اس میمورنڈم کے ذریعہ، آپ سے گذارش کی جاتی ہے کہ مرکزی حکومت کے کسی بھی ایسے قدم کی حمایت نہ کریں جو ملک کو تقسیم کرنے والی ہے، جس سے ہندوستان کی گنگا جمونی تہذیب وثقافت اور ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہم آپ سے اور آپ کی پارٹی سے ایسے اقدام کی توقع کرتے ہیں۔

۷۔ ریاستی حکومت کو ان تمام لوگوں کو اپنی اخلاقی حمایت اور تحفظ فراہم کرنا چاہئے جو پر امن طریقہ سے قانون کے دائرہ میں رہ کر شہریت ترمیمی ایکٹ 2019 اور این آر سی کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ بہار کی جانب سے یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ وہ این آر سی کو کسی بھی قیمت پر بہار میں لاگو نہیں ہونے دیں گے۔ تاہم انہوں نے سی اے اے سے متعلق حکومت کی حمایت کرنے پر صفائی پیش کی اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سی اے اے سے مسلمانوں کو کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ وفد کے ذریعہ دیے گئے میمورنڈم میں درج مطالبات کے سلسلہ میں انہوں نے بے قصور گرفتار شدہ نوجوانوں کی رہائی کی یقین دہانی کرائی اور ان کے خلاف درج ایف آئی آر کو ختم کرانے کا یقین دلایا، آئندہ سال ہونے والے این پی آر کے ڈرافٹ اور ایکٹ کا جائزہ لینے کا بھی وعدہ کیا۔ وزیر اعلیٰ نے وفد کے سامنے اپنی مجبوریاں رکھتے ہوئے سی اے اے کے بارے میں اپنے موقف کی تائید میں دلائل دینے کی کوشش کی اور مرکزی حکومت کی بل کے سلسلہ میں دونوں ایوانوں میں حمایت کو جائز ٹھہرایا۔ حالانکہ وزیر اعلیٰ کی اس صفائی سے وفد مطمئن نہیں ہوا۔ بعد میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے امارت شرعیہ و دیگر تنظیموں کے رہنماؤں نے اپنے احتجاج کو بدستور جاری رکھنے کی بات دہرائی۔ اس وفد میں حضرت مولانا محمد ولی رحمانی امیر شریعت بہار، اڈیشہ اور جھارکھنڈ، الحاج حسین احمد قادری ناظم اعلیٰ جمعیت علماء بہار، (مولانا) محمد شبلی قاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ، مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر حلقہ بہار جماعت اسلامی ہند، مولانا سید امانت حسین سکریٹری مجلس علماء و الخطباء امامیہ، مولانا اعجاز کریم صدر تنظیم ائمہ مساجد بہار، انوار الہدیٰ سکریٹری مجلس مشاورت جمعیۃ علمائے ہند بہار، مولانا خورشید احمد مدنی امیر جمعیت اہلحدیث بہار، مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر نقیب امارت شرعیہ اور مولانا محمد عادل فریدی صاحب شعبۂ نظامت امارت شرعیہ شریک تھے۔

مبلغین امارت شرعیہ دین کے پاسبان اور امارت کے ترجمان ہیں

آپ حضرات مبلغین امارت شرعیہ کے ترجمان بھی ہیں اور دین و شریعت کے پاسبان بھی، دعوت کا کام جتنا عظیم ہے آپ کا رتبہ بھی اللہ کے نزدیک اتنا ہی بلند ہے، آپ امارت شرعیہ کے شعبۂ دعوت و تنظیم سے ملک وملت اور دین وشریعت کی جو خدمات انجام دے رہے ہیں اور دین کا پیغام جس جگر کاوی اور محنت و مستعدی کے ساتھ اللہ کے بندوں تک پہونچانے میں لگے ہیں وہ قابل قدر بھی ہے اور قابل تحسین بھی، آپ کے ذریعہ امارت شرعیہ کی زمین تیار ہوتی ہے اور اس کے سایہ میں امارت شرعیہ کا کام آگے بڑھتا ہے، لیکن آپ جانتے ہیں کہ دعوت کا کام موجودہ حالات میں بڑی ذمہ داری کا کام ہے، اس میدان میں جب تک آپ نئے طریقوں اور نئی منصوبہ بندی کے ساتھ آگے نہیں بڑھیں گے اس وقت تک مضبوطی کے ساتھ کام انجام نہیں پاسکتا، ایسی ہی معلومات سے آپ کو واقف کرانے اور آپ کی دعوتی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لئے مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں آپ کے لئے یہ دوروزہ تربیتی اجلاس کا پروگرام رکھا گیا ہے، ہمیں امید ہے کہ آپ اس پروگرام سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے اور اپنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کریں گے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے امارت شرعیہ میں منعقد دعاۃ و مبلغین کے دوروزہ تربیتی اجلاس کی پہلی نشست کے افتتاحی خطاب میں کیا، آپ نے مزید کہا کہ شعبۂ دعوت و تبلیغ اور تنظیم کی حیثیت امارت شرعیہ کی نظام کے لئے بہت ہی بنیادی اور مرکزی ہے، اسی لئے حضرت امیر شریعت مدظلہ اس کے استحکام کی بار بار تلقین کرتے ہیں اور اپنی ہدایات کے ذریعہ ہم سب کو اس طرف متوجہ بھی کرتے رہتے ہیں، یہ دوروزہ اجلاس ہے اس کی تمام نشستوں میں آپ پابندی سے شریک ہوں اور اپنی تحریر وتقریر اور معلومات کو زیادہ سے زیادہ وسیع اور بہتر بنانے کی کوشش کریں، مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے دعوت کے اصول اور طریقہ کار پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ دعوت و تبلیغ قرآنی اصطلاح ہے، جو کبھی مترادف کے طور پر استعمال ہوا ہے، اس لئے ہمیشہ انبیاء اکرام نے دعوت کے ذریعہ لوگوں کے اندر رشد و ہدایت کا چراغ جلایا اور اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت پر یقین کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت سنائی، انہوں نے کہا کہ قرآن نے دعوت کے لئے حکمت و تدبیر اختیار کرنے کی تلقین کی اور نرم روی، خوش گفتاری اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر لوگوں کو متاثر کیا، اس لئے ہر داعی کو حسن اخلاق کا پیکر ہونا چاہئے اور حکمت و دوراندیشی سے دعوت کے کاموں کو انجام دینا چاہئے۔ (بقیہ صفحہ ۸ / پر)